# تعمیرِ حیات

لکھنؤ

پندرہ روزہ

## مومن کی جائے پناہ

نماز مومن کے لئے اس محبت کرنے والی ماں سے بھی زیادہ پناہ لینے، سر چھپانے اور آرام پانے کی جگہ اور اس کی گود سے بھی زیادہ راحت رساں اور جنت بداماں ہے جو ایک یتیم ضعیف و عاجز، بے سہارا اور لاڈلے بچہ کے لئے ہر وقت کھلی رہتی ہے اور جب بچہ کو کسی قسم کے گزند اور نقصان کا خطرہ ہوتا ہے، کوئی اس کو چھیڑتا اور پریشان کرتا ہے یا اس کو بھوک اور پیاس ستاتی ہے یا وہ کسی چیز سے سہم جاتا ہے تو فوراً ماں سے چمٹ جاتا ہے اور اس کی گود میں بیٹھ کر سمجھ لیتا ہے کہ وہ سب سے محفوظ ہوگیا، اسی طرح نماز بھی مومن کی سب سے بڑی پناہ گاہ اور جائے قرار ہے۔ وہ یہ مضبوط رسّی ہے جو اس کے اور اس کے رب کے درمیان پھیلی ہوئی ہے۔ وہ جب چاہے اس رسّی کو مضبوطی سے تھام کر اپنی حفاظت کی ضمانت حاصل کرسکتا ہے۔ یہ اس کی روح کی غذا، درد کا درماں، زخم کا مرہم، بیماری سے شفاء اور اس کا سب سے بڑا ہتھیار اور سہارا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝ (سورۂ بقرہ - ۱۵۳)

اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد چاہو بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی خاص مسئلہ کا سامنا ہوتا تھا تو آپ نماز کی طرف توجہ فرماتے تھے۔ حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی پریشانی درپیش ہوتی تو فوراً نماز کے لیے کھڑے ہوجاتے تھے۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

(ارکان اربعہ ص ۳۶)


فی شمارہ ۶ روپے | سالانہ ۱۳۰ روپے | ۱۰ر جولائی ۲۰۰۱ء



Regd. No.LW/ NP/63
Fax No. 0522-787310
788376

R.N.I.No.UP.URD.03615/24/1/2001-Tc
Office Ph.No.787250 (Ext)18
Guest House-323864

Website : - www.nadwatululama.org, Email : - nadwa@sancharnet.in

FORTNIGHTLY Vol. No. : 1 Issue No.: 16


# TAMEER-E-HAYAT


NADWATUL-ULAMA,LUCKNOW-226 007 (INDIA) Rs. 6/-



ایک بار خدمت کا موقع دیں

روزآنہ سپر جاپانی کمپیوٹر کے ذریعہ
آنکھوں کی جانچ پاور، دھوپ کے
فینسی چشموں کا

ایک خاص مقام

چشمہ گھر

مہاجنی ٹولہ ڈاکخانہ روڈ، سرائے میر اعظم گڑھ

آپٹیشن ایچ، رحمن ☎ 60082

Ph.No 260433 - 242946

آپ کی خدمت میں جدید دلکش سونے چاندی کے
زیورات کے لئے

ہمارا نیا شوروم

گھنہ پیلس

حاجی عبدالرؤف خاں، حاجی محمد نعیم خاں محمد معروف خاں

ایک مینار مسجد کے سامنے اکبری گیٹ چوک لکھنؤ

کبدون
جگر اور پتّہ کی خرابیوں کو دور کرنے والا
بے نظیر سیرپ

• پیلیا، جگر اور
• پتّہ کے ورم، کمزوری، درد اور
• پتھری کا بے نظیر سیرپ

HASANI PHARMACY
117/3 ... Road, Lucknow - 226018 Ph.: 202677

حسنی فارمیسی کی ایجنسی کے لیے رابطہ قائم کریں

AFZALS کیپ کے اوپر MAU CITY دیکھ کر خریدیے

مئو کا بنا

درد، زخم، چوٹ
کٹنے، جلنے کی
مشہور دوا

نورانی تیل

انڈین کیمیکل کمپنی، مئوناتھ بھنجن (یو۔پی)

چشمہ ساگر

جاپانی کمپیوٹر کے ذریعہ آنکھوں کی جانچ ہوتی ہے
AUTO REFRCCTO METER AR-860
فوٹو کرامک ☆ کونٹیکٹ لینس ☆ ہائی انڈیکس ریزی لینس
فینسی پاور و دھوپ کے چشموں کا خاص مقام
ایک بار خدمت کا موقع دیں
آپٹیشن اے۔ رحمن (علیگ)
شنکرجی کی مورتی کے نزدیک، معتبر گنج اعظم گڑھ



Printed And Published by *Athar Husain* on behalf of Nadwatul Ulama
at Parekh offsetPressTagore Marg,Lucknow.u.p. Editor: *Shamsul Haq Nadwi*

# جب اللہ کا خوف دل میں ہوتا ہے

حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاپ گڑھی رحمۃ اللہ علیہ

ہمارا دین ہر طرح کامل ہو چکا ہے، اور اس کے تمام شعبوں کی تکمیل ہو چکی ہے، عقائد، عبادات، معاشرت، معاملات اور اخلاق، دین کے یہ پانچ اہم جزء ہیں، اور شریعت میں جس طرح عقائد و عبادات کی اہمیت ہے اسی طرح معاملات کی صفائی کا بھی اہتمام ہے، اور قرآن و حدیث سے اس کی بہت اہمیت معلوم ہوتی ہے، چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اگر کسی نے چھ رتی مال دوسرے کا ناجائز طریقے سے لے لیا یا غصب کرلیا تو اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ قیامت کے روز سات سو نمازیں چھین کر صاحب حق کو ادا کردیں گے، صفائی معاملات بڑی زبردست چیز ہے، چاہئے کہ ہمارے آپس کے معاملات شریعت کے مطابق ہوں، نہ ہم کسی کا حق ماریں، نہ کسی کا مال بغیر اجازت صرف کریں، اور اس کا اہتمام اسی وقت پیدا ہوگا جب کہ اللہ کا خوف دل میں ہو، اصل چیز خوف خدا ہے، جب اللہ کا خوف دل میں ہوتا ہے جب ہی معاملات کی صفائی کا بھی اہتمام ہوتا ہے، اور معاشرت و اخلاق بھی درست کرنے کی فکر ہوتی ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی محبت جب دل میں آجاتی ہے تو آدمی کے لئے جان و مال سب کچھ قربان کردینا آسان ہوجاتا ہے، یہ محبت ہی کا کرشمہ ہے کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سب کچھ قربان کردیا، ہم ان کے حالات میں غور کریں تو معلوم ہوگا کہ وہ کیسے تھے اور ان کا مقام کیا تھا؟۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے سب کچھ قربان کردیا، اور واقعی محبت کا اصلی نمونہ پیش کردیا، محبت تو محبوب کی مرضی پر مر مٹنے کا نام ہے، اور اس کا اصلی رنگ صحابۂ کرام ہی نے پیش کیا ہے، مسلمان کی اصلی شان کیا ہونی چاہئے؟ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد پیش نظر کیجئے، اللہ تعالیٰ حضور اقدس ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ﴿ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَ نُسُكِي وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا شَرِيكَ لَهُ وَ بِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَ أَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ﴾ آپ فرمادیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو مالک ہے سارے جہاں کا، اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے، اور میں سب ماننے والوں سے پہلا ہوں۔

مسلمان وہی ہے جو اللہ ہی کے لئے جئے اور اللہ ہی کے لئے مرے، من مانی زندگی چھوڑ دے، اللہ کا خوف پیدا کرے، اللہ کا ذکر کرے، اللہ کی محبت قلب میں پیدا کرے، اور جانتے ہیں یہ سب چیزیں کہاں سے حاصل ہوں گی، اور یہ دولت کہاں ملے گی؟ اللہ والوں کے پاس جانے سے اور اہل اللہ کی صحبت اختیار کرنے سے یہ سب کچھ حاصل ہوگا، بزرگان دین کی صحبت کیمیا اثر رکھتی ہے، اہل اللہ کی صحبت سے انسان کا دل سنور جاتا ہے، قلب کی دنیا بدل جاتی ہے، اسی بناء پر بڑے بڑے اکابر علماء بزرگان دین کے پاس جاتے تھے، اور اپنے قلوب کا علاج کراتے تھے، اور شفا پاجاتے تھے، اور ان کے قلوب پاک و صاف ہوجاتے تھے، وہ اللہ والے ہوجاتے تھے، اللہ کے دوست بن جاتے تھے، اس لئے ضرورت ہے کہ ہمارے دلوں میں جو امراض ہیں ان کی ہم فکر کریں اور اللہ والوں کے پاس جاکر ان کا علاج کریں، اور آپ جانتے ہیں کہ اللہ کے اولیاء کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں: ﴿ أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا وَ كَانُوا يَتَّقُونَ، لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْآخِرَةِ، لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ، ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴾ یاد رکھو! اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ مغموم ہوتے ہیں، وہ (اللہ کے دوست) ہیں جو ایمان لائے اور معاصی سے پرہیز رکھتے ہیں، ان کے لئے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی خوش خبری ہے، اللہ کی باتوں میں کچھ فرق ہوا نہیں کرتا، یہ بڑی کامیابی ہے۔

بقیہ صفحہ ۳۰ پر



پندرہ روزہ
# تعمیر حیات
لکھنؤ
مجلس صحافت و نشریات دار العلوم ندوۃ العلماء

جلد نمبر ۳۸ | ۱۰ر جولائی سنہ ۲۰۰۱ء مطابق ۱۸ر ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ | شمارہ نمبر ۱۷

نگران اعلیٰ
مولانا ڈاکٹر عبد اللہ عباس ندوی
معتمد تعلیمات دار العلوم ندوۃ العلماء
مدیر اعلیٰ
شمس الحق ندوی
مدیر معاون
سید محمود حسن حسنی ندوی

مجلس مشاورت
مولانا نذر الحفیظ ندوی
مولانا عبد اللہ حسنی ندوی
مولانا محمد خالد ندوی
ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

زر تعاون
سالانہ ---- ۱۳۰/= روپے
فی شمارہ ---------- ۶/= روپے
بیرونی ممالک فضائی ڈاک
ایشیائی، یورپی، افریقی وامریکی ممالک ...... ۳۰ ڈالر
بیرونی ممالک بحری ڈاک
بحری ڈاک جملہ ...... ۱۵ ڈالر
☆☆☆

نیچے بنے دائرہ میں سُرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین لوب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ 130/= روپے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں
منیجر

گذارش
خط کتابت اور منی آرڈر کرتے وقت کوپن (پیغام سلپ) پر خریداری نمبر کے ساتھ مکمل نام و پتہ ضرور لکھیں خریداری نمبر ہر پتہ کی سلپ پر لکھا رہتا ہے اگر آپ جدید خریدار ہیں تو اس کی صراحت ضرور کریں اس سے دفتری کارروائی میں آسانی اور جلدی ہوتی ہے
(منیجر)

خط و کتابت کا پتہ
منیجر تعمیر حیات پوسٹ باکس نمبر ۹۳ ندوۃ العلماء، لکھنؤ (۲۲۶۰۰۷) یوپی
ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت و نشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ کریں۔

پرنٹر پبلیشر اطہر حسین نے پاریکھ آفسٹ میں طبع کراکے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت و نشریات ندوۃ العلماء، لکھنؤ سے شائع کیا۔

حامد خوشنویس۔ کمپیوٹر سیکشن مجلس تحقیقات و نشریات اسلام ندوۃ العلماء لکھنؤ

## اس شمارے میں



| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱ | جب اللہ کا خوف دل میں ہوتا ہے | حضرت مولانا محمد احمد پرتاپ گڈھیؒ | ۲ |
| ۲ | اردو زبان سے بے توجہی ملک وملت کا بڑا نقصان (اداریہ) | حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی | ۵ |
| ۳ | رحمۃ للعالمین (نعت) | تسنیم فاروقی | ۶ |
| ۴ | غلطیوں کا احساس نہ کرنا صحیح الفطرت انسان کا شیوہ نہیں | حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ | ۷ |
| ۵ | مکررات القرآن یعنی قرآن مجید میں مکرر آیتیں کیوں ہیں؟ | علامہ سید سلیمان ندویؒ | ۱۰ |
| ۶ | میرے آقا کے شام وسحر آئینہ (نعت) | قمر سنبھلی | ۱۳ |
| ۷ | وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا | مولانا سعید الرحمن اعظمی ندوی | ۱۴ |
| ۸ | یہ حدیث دل ہے اِسے گوش دل سے سُنئے | شمس الحق ندوی | ۱۷ |
| ۹ | خود اعتمادی یا خدا اعتمادی؟ | مولانا محمد خالد ندوی غازیپوری | ۲۰ |
| ۱۰ | سلطان محمود غزنوی شیخ ابو الحسن خرقانی کی خدمت میں ــــــ | محمود حسن حسنی ندوی | ۲۲ |
| ۱۱ | سنہرے اقوال | صوفی عبد الرحمٰن صاحب ممبئی | ۲۴ |
| ۱۲ | سوال وجواب | محمد طارق ندوی | ۲۵ |
| ۱۳ | احسان ترے سب پر تیرے کرم نرالے (حمد) | مجیب بستوی | ۲۶ |
| ۱۴ | سنبھل اور حسن پور میں مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کا خطاب | سید محمود حسن حسنی ندوی | ۲۷ |
| ۱۵ | عالمی خبریں | سعید اشرف ندوی | ۲۸ |
| ۱۶ | مطالعہ کی میز پر | محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی | ۲۹ |




### شرائط ایجنسی

۱۔ پانچ کاپی سے کم کی ایجنسی جاری نہیں کی جاتی۔

۲۔ فی کاپی Rs. 15/= کے حساب سے زر ضمانت روانہ کرنا ضروری ہے۔

۳۔ کمیشن جوابی خط سے معلوم کریں۔

### نرخ اشتہار

۱۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر اندرونی صفحہ Rs. 30/=

۲۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر پشت پر رنگین صفحہ Rs. 40/=

۳۔ کمیشن تعداد اشاعت کے مطابق ہوگا جو آرڈر دینے پر متعین ہوگا۔

۴۔ اشتہار کی نصف رقم پیشگی جمع کرنا ضروری ہے۔

۵۔ انٹرنیٹ اور تعمیر حیات دونوں کا نرخ اشتہار فی کالم فی سینٹی میٹر Rs. 80/=


### بیرون ملک کے نمائندے


**مدینہ منورہ**

Mr.TARIQUE HASAN ASKARI Sb.
P.O.Box No.842
Mdina Munawwara(K.S.A)

**برطانیہ**

Mr.M.AKRAM NADWI Sb.
O.C.I.S.St Cross College.
Oxford Ox1 3TU-U.K

**ساؤتھ افریقہ**

Mr.M.YAHYA SALLO NADWI Sb.
P.O.Box No.388 Vereninging.(S.Africa)

**قطر**

Mr.ABDUL HAI NADWI Sb.
P.O.Box.No.10894, Doha-Qatar

**دبئی**

Mr.QARI ABDUL HAMEED NADWI Sb.
P.O.Box No.12525, Dubai(U.A.E)
Ph:No.3970927

**پاکستان**

Mr.ATAULLAH Sb.
Sector A-50 Near Sau Quater
H.No.109 Town Ship kaurangi
Karachi-31(Pakistan)

**امریکہ**

Dr.A.M.SIDDQUI Sb.
98-Conklin Ave.Woodmere
New York 11598(U.S.A)

Website:www.nadwatululama.org
E-mail Address:
nadwa@sancharnet.in






**اداریہ**

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

# اُردو زبان سے بے توجہی ملک وملّت کا بڑا نقصان

اسلامی کے لفظ کے ساتھ جہاں ایک مسلمان کے دل ودماغ میں ایک اچھا اور انسانیت دوست اور انسانیت نواز تصور ابھرتا ہے وہیں مسلم دشمن اور اسلام سے بدگمانی رکھنے والے کے ذہن میں ایک غیر انسانی تصور ابھرتا ہے، جس کی اصل وجہ اسلام سے صحیح واقفیت نہ رکھنے والوں سے اسلام کا صحیح تعارف نہ کراسکنا ہے اور اسی کے ساتھ ساتھ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے مابین پیش آنے والے اقتصادی اور سیاسی معاملات میں وقتاً فوقتاً ہونے والی کشمکش باعث بنتی ہے، انسان کی یہ کمزوری ہوتی ہے کہ وہ گہرائی میں جانے کی عموماً ضرورت محسوس نہیں کرتا صرف ظاہری معاملات اور حالات کو دیکھ کر فیصلہ کرلیتا ہے بلکہ سرسری اور نامکمل مشاہدہ سے بعض وقت بڑے بڑے نتائج نکال لیتا ہے، اور یہ بات بعض مرتبہ مزید بڑھ کر پورا ایک فلسفہ اور مکمل تصور کا شاخسانہ بن جاتی ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں تصور قائم کرنے میں غیر مسلموں کو عموماً یہی بات پیش آئی ہے اور آرہی ہے۔

آپسی زندگی میں مفادات کے ٹکراؤ اور زندگی کے مطالبات کے حصول کے سلسلہ میں آپسی کشمکش عموماً یہ فضا پیدا کرتی ہے کہ ایک کا تصور دوسرے کے بارے میں خراب ہوجاتا ہے چنانچہ برصغیر ہندوپاک میں جو کہ مختلف مذاہب مختلف نسلوں اور قوموں کا گہوارہ ہے یہ صورت حال پیش آئی اور صرف یہی نہیں کہ پیش آئی بلکہ اس نے یہاں کی نسلوں کے درمیان، یہاں کے مذہبوں کے درمیان، یہاں کی زبانوں کے درمیان اور یہاں کی تہذیبوں کے درمیان تناؤ پیدا کردیا۔ یہ تناؤ انسانیت کی قدروں اور علم وادب تک پہونچا اور اسی کا اثر ہے کہ اردو کا لفظ اور اسلام کی اصطلاح یہاں کے پڑوسی غیر مسلموں کے ذہنوں میں بدگمانی کی کیفیت پیدا کرتا ہے۔

یہ کیفیت غیر مسلموں سے آگے بڑھ کر ان مسلمانوں کے ذہنوں تک بھی پہونچ رہی ہے جو ان غیر مسلم لوگوں کی سوسائٹی میں رہتے اور ان کی تعلیم وثقافت میں ان کے ساتھ شریک ہیں۔

اردو زبان کے ساتھ بھی اس ملک میں تقریباً یہی مشکل پیش آئی کیونکہ اردو مسلمانوں میں زیادہ رائج رہی اور مسلم حکمرانوں کے عہد میں پروان چڑھی اور اس میں اسلامی ثقافت کا لٹریچر بھی زیادہ ہے، لہٰذا وہ غیر مسلم لوگوں کی نظر میں ایک سلبی اور غیر ترجیحی زبان قرار پائی حالانکہ اردو اس ملک کی گنگا جمنی تہذیب کی علامت اور اس کی رنگارنگ تہذیبوں کا سنگم ہے اور اس کی آبیاری مسلم اور غیر مسلم دونوں نے کی ہے۔

اولاً مسلم عہد حکومت میں رائج سرکاری زبان فارسی اور ملک وعوام میں رائج ہندوستانی زبان کے آپسی اختلاط سے، ثانیاً دیگر ان غیر ملکی زبانوں کے اختلاط سے جن سے اس ملک کی قوموں کا ربط قائم رہا مثلاً ایک طرف مسلمانوں کی مذہبی زبان عربی اور سامراجی حکمراں کی زبان انگریزی، اردو نے ان چاروں زبانوں سے کسب فیض کیا اور ان سب کی خوشہ چیں بنی، اسی کے ساتھ ساتھ ہندوستان کی دیگر علاقائی زبانوں سے نیز مسلم حکمرانوں کے قدیمی وطن ترکستان اور ترکی سے ربط وتعلق کے اثر سے وہاں کی زبان سے بھی اقتباس واستفادہ کیا۔

اس طرح اردو زبان کی تشکیل میں جتنی زبانوں کا اثر پڑا اس کی معاصر اور پڑوسی زبانوں کی تشکیل میں نہیں پڑا اس طرح اردو ایک گلدستہ زبان بن گئی محض کسی ایک محدود ثقافت وقومیت اور کسی ایک قدیمی زبان کی نوزائیدہ نہیں ہوئی، وہ اس متنوع صفات کے حامل ملک کے لئے جتنی موزوں اور نمائندہ زبان ہے دوسری

کوئی زبان نہیں ہے۔ اس کو متنوع زبانوں سے ان کا دلکش سرمایہ الفاظ اور ان کے ذریعہ اس ملک کے متنوع احساسات و تاثرات کا سرمایہ بھی حاصل ہوا۔

اردو کے ساتھ مخالفانہ یا معاندانہ رویہ اختیار کرنا صرف ایک زبان کے ساتھ نامناسب سلوک نہیں بلکہ کئی طرح کی اور کئی پہلوؤں کے ساتھ زیادتی اور ظلم ہے جو صرف زبان ہی پر نہیں بلکہ ملک کے متنوع فطری جذبات قلب اور محسوسات ذہن کے ساتھ بھی زیادتی ہے کہ ایک مشترک اور متنوع رنگ کی تہذیب کی غمازی کرنے والی زبان کو ختم کر دیا جائے۔ ایسی متنوع مذہبوں اور نسلوں کے قوم کو ایک متنوع خصوصیتوں کی زبان سے ہٹا کر اور صرف ایک نئی تیار کی گئی زبان پر ڈال دیا جائے، جو صرف ایک فرقہ اور ایک تہذیب کی ترجمان ہے، اس کی اہمیت تسلیم اور اس کی ضرورت بھی صحیح ہے لیکن ایک تہذیب و ادب سے بھرپور زبان کو ختم کرنا زیادتی کی بات ہے لیکن افسوس ہے کہ ملک کے سیاست زدہ ذہنی تناؤ کی فضا میں اس اہم حقیقت کو محسوس نہیں کیا جا رہا ہے اور اردو جیسی زبان کو بتدریج ختم کیا جا رہا ہے اس کا خاتمہ اس ملک کی ایک عظیم تہذیبی خصوصیت کا خاتمہ بھی ہوگا جو ایک بڑا خسارہ اور نقصان ہوگا۔

جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے تو علمی لحاظ سے وہ ملک کی سرکاری زبان میں اپنے لئے جو تمدنی اور علمی کمی محسوس کریں گے، وہ انگریزی ہندی اور دیگر رائج الوقت زبان سے اور جو مذہبی کمی محسوس کریں گے وہ عربی سے پوری کرلیں گے اور وہ اس طرح کسی بڑے خسارہ میں نہ رہیں گے، عربی دنیا کے ۲۵ متمدن ملکوں کی زبان ہے اور اس میں پندرہ سو سال کا تہذیبی و علمی و دینی سرمایہ ہے جو مسلمانوں کے لئے سب کچھ ہے اور وہ ان کو ہر دیگر زبان سے مستغنی بنا سکتا ہے لیکن اس ملک کے دیگر باشندوں کو اردو کے خاتمہ کے بعد اس کا نعم البدل حاصل نہ ہو سکے گا۔ اور یہ ملک کے لئے تہذیبی و تمدنی اور علمی لحاظ سے زبردست خسارہ ہے حکمراں اور دوسرے طبقہ کو سمجھنا چاہئے۔ ☆☆

## رحمۃ للعالمین

رحمتِ حق ابرِ باراں رحمۃ للعالمیں
خنکیٔ دل راحتِ جاں رحمۃ للعالمیں
آپ کا ہر لفظ قرآں رحمۃ للعالمیں
آپ ہیں خورشیدِ فاراں رحمۃ للعالمیں

جانِ کن شانِ بہاراں رحمۃ للعالمیں
صاحبِ لولاک عرفاں رحمۃ للعالمیں
اے چراغِ بزم انساں رحمۃ للعالمیں
نورِ فطرت نورِ ساماں رحمۃ للعالمیں
ختم ہے ہر تاجور کی تاجداری آپ پر
آپ سلطانوں کے سلطاں رحمۃ للعالمیں
ہر نبی کو آپ ہی کی پیروی درکار ہے
آپ ہیں فخرِ رسولاں رحمۃ للعالمیں
گفتگو خوشبو پسینہ عطر گیسو نکہتی
گل نصیب و گل بداماں رحمۃ للعالمیں
سچ تو یہ ہے کچھ نہ ہوتا یہ زمیں یہ آسماں
آپ ہی سے ہے چراغاں رحمۃ للعالمیں
قبلۂ دل کعبۂ جاں سوزِ قالب سازِ روح
آپ ارمانوں کے ارماں رحمۃ للعالمیں
نور کے محراب ودر حاضر ہیں استقبال کو
عرش پر ہوتے ہیں مہماں رحمۃ للعالمیں
آپ کا تسنیم کیا ہر امتی بے چین ہے
رحم کن بر خاکساراں رحمۃ للعالمیں

تسنیم فاروقی





# غلطیوں کا احساس نہ کرنا صحیح الفطرت انسان کا شیوہ نہیں

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

اپنی غلطیوں کا احساس نہ کرنا، اور اپنے تجربوں اور ناکامیوں سے فائدہ نہ اٹھانا، غلطیوں اور ناکامیوں کے اسباب وعلل کو تلاش نہ کرنا، ایک ہی غلطی بار بار کرنا، اور ایک ہی سوراخ سے بار بار ڈسا جانا ایک صحیح الفطرت اور صحیح الحواس انسان کا شیوہ نہیں ہے، اور مؤمن کو تو یہ کسی طرح بھی زیب نہیں دیتا، جس کو اللہ تعالیٰ نے فراستِ ایمانی عطاء فرمائی ہے، اور عقل و تجربے سے فائدہ اٹھانے کی سب سے زیادہ دعوت دی ہے، قرآن شریف نے گروہ منافقین کی یہ کمزوری اور عیب بیان کیا ہے کہ وہ واقعات اور تجربات سے بالکل فائدہ نہیں اٹھاتے، اور سال میں کئی کئی بار آزمائش میں مبتلا ہوتے ہیں۔

أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ (سورة التوبة: ۱۲۶) کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں کہ ہر سال ایک دو مرتبہ آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں، مگر اس پر بھی نہ توبہ کرتے ہیں، نہ کوئی سبق لیتے ہیں۔

مؤمن کی اسی صلاحیت پر اعتماد کرتے ہوئے ایک صحیح حدیث میں یہ مضمون آیا ہے: لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ (مؤمن ایک ہی سوراخ سے دوبار ڈسا نہیں جاتا)۔

### جاہلیت کی صحیح معرفت ضروری ہے:

مسلمانوں کو اسلام کے خلاف کرنے اور دشمنوں کا آلہ کار بننے سے ایسی وحشت ہونی چاہئے کہ اگر خواب میں بھی کوئی واقعہ ایسا دیکھے تو اس کے منہ سے چیخ نکل جائے، اور وہ توبہ اور استغفار کرے، جاہلیت سے صرف جذباتی نفرت ہی کافی نہیں، مسلمان کے لئے جاہلیت کی صحیح معرفت ضروری ہے، وہ کبھی اس کے بارے میں دھوکہ نہ کھائے، اگر جاہلیت غلاف کعبہ اوڑھ کر، اور قرآن مجید ہاتھ میں لے کر آئے، جب بھی وہ لاحول پڑھے، اور اس سے پناہ مانگے، وہ کسی بھیس میں اس کے سامنے آئے تو وہ اس کو پہچان جائے، اور اس کو مخاطب کرکے کہے:

بہ ہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من اندازِ قدت را می شناسم

### شیطان کی حکمتِ عملی:

شیطان کی حکمتِ عملی اور جنگی سیاست (STRATEGY) یہ ہے کہ وہ مسلمان میں جو کمزور پہلو دیکھتا ہے، وہ اسی سے حملہ آور ہوتا ہے، وہ ہر طبقہ اور ہر فرد پر ایک ہی طریقہ، اور ایک ہی ہتھیار نہیں آزماتا وہ دینداروں اور عابدوں کو عوام کے درجہ کے فسق وفجور کی ترغیب نہیں دیتا، کہ اس میں اس کو کامیابی کی امید نہیں، وہ ان کو ریا، تکبر، خود پسندی، حب جاہ اور حسد جیسے امراض میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا ہے، قومی سربلندی، حکومت و اقتدار کی ہوس اور دوسروں کے بجائے اپنے ملک کے وسائل کا خود استعمال کرنا، اور اپنے اوپر خود حکومت کرنا، اور اپنی زبان اور کلچر کو فروغ دینا، ہر قیمت پر اپنے ملک کا بول بالا کرنا، یہ وہ خوشنما اور دل فریب مقاصد، اور یہ وہ دلکش اور شیریں خواب ہیں جن کے بڑے بڑے اہل علم، اور بعض اوقات بڑے بڑے دیندار بھی فریفتہ ہو جاتے ہیں۔

### عربوں کی فریب خوردگی اور اس کی سزا:

شیطان نے عربوں کو یہی سبز باغ دکھایا، ان سے کہا کہ قرآن مجید تمہاری زبان میں نازل ہوا، اللہ کا رسول تم میں مبعوث ہوا، خانہ کعبہ اور تمام عالم کا قبلہ تمہاری سرزمین میں ہے، حرم اور رسول کی آخری آرامگاہ تمہارے ملک میں ہے، تم قرآن وحدیث اور اسلام کے اسرار وحقائق کو جیسا سمجھ سکتے ہو، دنیا میں کون سی قوم ایسا سمجھ سکتی ہے؟ پھر اس سب کے باوجود خلافت کا مرکز تم سے ہزاروں میل دور، سمندر پار قسطنطنیہ میں ہو، اور ترک تم پر حکومت کریں، جن کی نہ زبان عربی، اور نہ نسل عربی، یہ منطق ایسی تھی کہ بہت سے عربوں نے جن کو اقتدار کی تمنا تھی، اور وہ عرصہ

سے ایک عرب امپائر کا خواب دیکھ رہے تھے، نیز ان کو ترکوں سے بہت سی شکایتیں تھیں، اور ان کے احساس برتری اور حاکمانہ رویے سے نالاں تھے، ترکوں کے خلاف علمِ بغاوت بلند کردیا، اور وہ برطانوی شاطروں کے مقاصد کا آلۂ کار بن گئے، شریف مکہ نے مرکزِ اسلام میں بیٹھ کر اور شام وعراق کے عربوں نے اپنے اپنے ملکوں میں اتحادیوں کا ساتھ دیا، اور ان کے منصوبہ کی تکمیل میں معاون بن گئے، ترکوں کو شکست ہوئی، خلافت عثمانیہ کا خاتمہ ہوا، ملت اسلامیہ کا شیرازہ منتشر ہوگیا، وہ حصار جس کے اندر مسلمان عزت کے ساتھ زندگی گذار رہے تھے منہدم ہوگیا، مغربی طاقتوں کو اب کسی کا ڈر نہیں رہا، اور مسلمانوں کی طرف سے کوئی انگلی ہلانے والا بھی نہیں رہا، اس کے نتیجہ میں فلسطین یہودیوں کا قومی وطن (OMENATIONAL) بنا، اسرائیل کی سلطنت قائم ہوئی، جو عربوں کی چھاتی پر کھونٹے کی طرح قائم ہے، بیت المقدس یہودیوں کے قبضہ میں چلا گیا، یہ سب اس عصبیت جاہلیہ کا کرشمہ ہے جس کا عرب شکار ہوئے، اور جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

## قرآن و حدیث میں عصبیت جاہلیہ کی مذمت:

قرآن و حدیث کا ایک ادنیٰ طالب علم جانتا ہے کہ کسی نسل، خون، رنگ، زبان، تہذیب کی بناء پر اندھادھند حمایت اور جتھابندی، اس کی بنیاد پر محبت ونفرت، تعلق اور قطع تعلق، صلح وجنگ، وہ جاہلی عصبیت ہے جس کی مذمت سے قرآن وحدیث بھرے ہوئے ہیں، قرآن شریف میں ہے:

إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ (سورة الفتح) جب کافروں نے اپنے دلوں میں ضد کی، اور ضد بھی جاہلیت کی۔ اور صحیح حدیث میں آیا ہے:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا إِلَىٰ عَصَبِيَّةٍ وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَلَىٰ عَصَبِيَّةٍ، وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلَىٰ عَصَبِيَّةٍ (أبو داؤد) وہ شخص جماعت مسلمین میں سے نہیں جو کسی عصبیت کی دعوت دے، وہ شخص جماعت مسلمین میں سے نہیں جو کسی عصبیت کی بنیاد پر جنگ کرے، وہ شخص جماعت مسلمین میں سے نہیں ہے جس کی موت عصبیت پر ہو۔

ایک مرتبہ ایک مہاجر اور ایک انصاری نے اپنی اپنی قوم کی دہائی دی، اور مہاجر نے یا للمهاجرين (اے مہاجرو!) اور انصاری نے یا للأنصار (اے انصاریو!) کا نعرہ لگایا، آپ کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا: "دَعُوهَا إِنَّهَا مُنْتِنَةٌ" (ان جاہلی نعروں کو چھوڑو، یہ گندی اور بدبودار چیزیں ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان جاہلی نسبتوں، اور ان کے نام پر اپیل کرنے، اور ان کی دہائی دینے سے ایسی نفرت تھی کہ آپ نے ان سے کام لینے والوں کی ہر طرح سے ہمت شکنی، اور توہین وتذلیل کی ہدایت فرمائی، اور باوجود اس کے کہ آپ کسی بڑے سے بڑے دشمن کے لئے بھی کوئی درشت اور ناملائم لفظ استعمال کرنا پسند نہیں کرتے تھے، آپ نے سخت ترین الفاظ استعمال کرنے کی اجازت دی، اور اس میں مطلق رورعایت کرنے اور اشارہ کنایہ سے کام لینے سے بھی منع فرمایا۔

## مسلمانوں کے دینی عمل اور شعور میں تناسب نہیں:

ہمیں اس کا اعتراف کرنا چاہئے کہ ہم نے دینی جذبہ، عبادت کا ذوق اور دینی معلومات کی ترقی کی جتنی کوشش کی، اتنا شعور صحیح اور بیدار کرنے کی کوشش نہیں کی، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج بہت سے اسلامی ملکوں میں عمل اور شعور میں وہ تناسب نہیں جو ہونا چاہئے، ایک آدمی آپ کو بڑا دیندار، عابد و تہجد گذار ملے گا، لیکن اس کا دینی شعور بالکل ناپختہ اور طفلانہ ہوگا، بعض مرتبہ وہ دین کے بنیادی تقاضوں سے ناواقف نظر آئے گا، اور وہ ایسی غلطی کر بیٹھے گا جو کسی صاحب شعور مسلمان سے حد درجہ مستبعد ہے، یہ ممکن ہے کہ وہ جاہلیت اور اسلام کا بالکل فرق نہ سمجھتا ہو، اور وہ نہایت آسانی کے ساتھ کسی جاہلی دعوت اور کسی عیار وشاطر کا شکار ہوجائے، اور وہ اس کو اپنے مذموم مقاصد، اور اسلام کی بیخ کنی کے لئے استعمال کرے، ہوسکتا ہے کہ وہ نیک نیتی اور سادگی کے ساتھ اس کام کو انجام دے، اور اس عمل میں اور دین کے تقاضوں میں اس کو کوئی تضاد محسوس نہ ہو، تاریخ اسلام میں اس کی بہت سی مثالیں ملیں گی۔

## صحابہ کرامؓ کی جامع تربیت

لیکن صحابہ کرامؓ کا معاملہ اس سے بالکل الگ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مکمل اور جامع تربیت فرمائی تھی، جہاں ان کے اندر عمل کا وہ جذبہ پیدا کیا تھا جس کی مثالیں دنیا کی تاریخ میں ناپید ہیں، وہاں ان کے اندر ایک ایسا شعور پیدا کردیا گیا تھا کہ وہ صحیح اور غلط، ظلم و عدل، اور جاہلیت و اسلام میں ہر وقت امتیاز کرسکتے تھے، ان کا ذہن اتنا سلیم اور مستقیم بنادیا گیا تھا کہ کوئی ٹیڑھی چیز اس میں گھس نہیں سکتی تھی، جیسے کسی نلکی میں کوئی ٹیڑھی چیز ٹیڑھی ہوکر داخل نہیں ہوسکتی، اسی طرح ان کا ذہن سلیم کسی کج چیز کو قبول نہیں کرتا تھا۔





میں اس کی ایک بہت واضح اور طاقتور مثال پیش کرتا ہوں، آپ کو معلوم ہے کہ صحابہ کرامؓ کا تعلق ذاتِ نبویؐ سے کیا اور کیسا تھا؟ مختصر یہ ہے کہ توحید کے دائرہ میں رہتے ہوئے کسی انسان کو کسی انسان سے جتنی عقیدت اور تعلق ہوسکتا ہے، وہ صحابہ کرامؓ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک سے تھا، اور جس کو فارسی کے کسی شاعر نے اس الہامی مصرعہ میں بیان کیا ہے کہ ؎

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

وہ یہ بھی جانتے تھے کہ آپؐ کے مبارک لبوں، اور زبان سے جو چیز نکلتی ہے اس کا منبع اور سرچشمہ وحی اور ہدایت الٰہی ہے، اور آپ کوئی بات اپنے نفس کے تقاضہ سے نہیں فرماتے تھے، ان کا ایمان تھا کہ ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ، إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ اور نہ خواہش نفس سے منہ سے بات نکالتے ہیں، یہ (قرآن) تو حکم خدا ہے، جو (ان کی طرف) بھیجا جاتا ہے۔

ان خصوصیات کو سامنے رکھ کر اب یہ سنئے کہ آپؐ نے ایک مرتبہ صحابہ کرامؓ کی مجلس میں فرمایا "اُنْصُرْ أَخَاكَ ظَالِماً أَوْ مَظْلُوماً" (اپنے بھائی کی مدد کرو ظالم ہونے کی حالت میں بھی اور مظلوم ہونے کی حالت میں بھی) اس عقیدت اور عشق کا تقاضہ جس کا اوپر ذکر ہوا، یہ تھا کہ وہ اس ارشاد کو بے چون و چرا مان لیتے، اور آنکھ بند کرکے اس پر عمل کرتے، ایسے واضح الفاظ میں فرمادینے اور اہل زبان ہونے کے بعد ان کے کچھ دریافت کرنے اور وضاحت چاہنے کا کوئی موقعہ نہ تھا، لیکن جس انداز پر ان کی اس وقت تک تربیت ہوئی تھی، ظلم کی جو مذمت وہ اس زبان مبارک سے ابھی تک سنتے آئے تھے، اور ظالم کا ساتھ نہ دینے کی ان کو جس طرح تلقین کی گئی تھی، ان کو اس میں اور آج کے ارشاد میں ایک کھلا ہوا تضاد محسوس ہوا، وہ خاموش نہ رہ سکے، انہوں نے ادب سے عرض کیا: "يا رسول الله! هذا نصرته مظلوماً، فكيف أنصره ظالماً؟" (اے خدا کے پیغمبر! مظلوم ہونے کی حالت میں تو مدد کی جائے، ظالم ہونے کی حالت میں کیسے مدد کی جاسکتی ہے؟) آپؐ نے قطعاً اس پر اپنے کسی تکدر کا اظہار نہیں فرمایا، اور نہ ان پر سرزنش کی، بلکہ نہایت بشاشت کے ساتھ اپنے اس فرمان کی تفصیل، اور اپنے اس ارشاد کی تشریح فرمائی، فرمایا: ہاں! ظالم کی بھی مدد کی جاسکتی ہے، اور کرنا چاہئے، مگر اس کا طریقہ کیا ہے؟ ظالم کی مدد یہ ہے کہ اس کا ہاتھ پکڑلو، اس کو ظلم نہ کرنے دو، اب آنکھوں پر سے پردہ اٹھ گیا تھا، اور جو گرہ پڑ گئی تھی، کھل گئی تھی۔

## کسی مخلوق کی ایسی اطاعت جائز نہیں جس میں خالق کی نافرمانی ہوتی ہو:

اس شعور کی ایک دوسری مثال سنئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی عبداللہ بن حذافہؓ کی سرکردگی میں مسلمانوں کا ایک دستہ بھیجا، جس کو سیرت و تاریخ کی اصطلاح میں (سریہ) کہتے ہیں، آپؐ نے ساتھ جانے والوں کو حکم دیا کہ اپنے امیر کی پوری اطاعت کرنا، ایک موقع پر امیر نے کسی بات کا حکم دیا، اس کی تعمیل میں ذرا تاخیر ہوئی، انہوں نے اس پر غضب ناک ہوکر لکڑیوں کے جمع کرنے کا حکم دیا، جب لکڑیاں جمع ہوگئیں، تو انہوں نے اس کو آگ دکھائی، اور ایک الاؤ روشن ہوگیا، انہوں نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ اس میں کود پڑو، انہوں نے انکار کردیا، انہوں نے کہا کہ کیا تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بات ماننے کا حکم نہیں دیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ بیشک دیا تھا، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں تھا، ہم نے اسی آگ سے بچنے کے لئے اسلام کو قبول کیا، اور آپ کا دامن تھاما ہے، اب ہم اس میں کیسے پھاند پڑیں؟ بات ختم ہوگئی، یہ فوج جب مدینہ پہونچی تو امیر لشکر نے آپ کی عدالت میں یہ مقدمہ پیش کیا، اور اپنے ساتھیوں کی شکایت کی، آپؐ نے ان کے عمل کی تصویب فرمائی اور فرمایا کہ اگر یہ اس آگ میں گھس جاتے تو پھر کبھی یہ نکل نہیں سکتے تھے، آپؐ نے فرمایا کہ "إنما الطاعة في المعروف" (اطاعت نیک کام ہی میں جائز ہے) آپؐ نے امت کو یہ زریں اصول دیا جو اس کی ہر دور میں رہنمائی کرتا رہا ہے، اور جس نے بڑے نازک موقعوں پر جابر اور مستبد بادشاہوں کی اندھادھند اطاعت، اور گمراہ کن قائدوں اور رہنماؤں کی غیر مشروط پیروی، اور رفاقت سے روکا ہے، وہ اصول یہ تھا کہ "لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق" (کسی مخلوق کی ایسی اطاعت جائز نہیں جس میں خالق (خدا) کی نافرمانی ہوتی ہو، اور اس کا کوئی حکم ٹوٹتا ہو)، تاریخ اسلام میں مسلمانوں نے بڑے بڑے نازک موقعوں پر اپنے دماغی توازن، اور اپنی قوت تمیز کو برقرار رکھا، اور وہ ہر فتنہ کی آگ کا ایندھن نہیں بن سکے، ان میں ایسے ایسے جری اور ذہین مصلح اور عالم پیدا ہوئے، جنہوں نے وقت کے دھارے میں بہنے سے انکار کردیا، اور اس اصول کے ماننے سے انکار کیا کہ ع

چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی

وہ واقعات جن کی تاریخ کربلا کے میدان سے شروع ہوتی ہے، اور کسی نہ کسی شکل میں اس وقت بھی اس کی جھلک نظر آسکتی ہے، یہ سب اسی زریں اصول کا نتیجہ تھا کہ "لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ"

علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

# مکررات القرآن

یعنی

# قرآن مجید میں مکرر آیتیں کیوں ہیں؟

حضرت سید صاحب (علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ) کا ایک قدیم مقالہ جو جنوری ۱۹۰۹ء میں "الندوہ" میں شائع ہوا تھا ہم یہاں نقل کر رہے ہیں۔ یہ موضوع قرآن کریم کے انتہائی باریک اور علمی مسائل میں ہے چونکہ تعمیر حیات کا مطالعہ اکثر علمائے اہل تحقیق بھی کرتے ہیں اس لئے اس کو شائع کیا جا رہا ہے۔ یہ مقالہ اگرچہ بہت قدیم ہے مگر موضوع قدیم نہیں ہے "التکرار فی القرآن" کے عنوان سے ایک مصری عالم شیخ محمد ابو شہبہ نے ایک مقالہ لکھا تھا۔ اور قاہرہ یونیورسٹی سے اس پر ریسرچ کا مقالہ شائع ہو چکا ہے، حضرت سید صاحبؒ نے قدیم مفسرین اور سلف کے علمائے تحقیق کی آراء کی روشنی میں اس موضوع پر روشنی ڈالی ہے، موجودہ علمائے بحث و نظر اس پر مختلف پہلوؤں پر گفتگو کر رہے ہیں۔

بہر حال جن لوگوں کے سامنے قدماء کے استدلات نہیں ہیں ان کے لئے یہ قدیم مقالہ نئی یافت ثابت ہوگا۔ (ادارہ)

ایک دن نواب صدیق حسن خاں کی تفسیر دیکھ رہا تھا کہ اس عبارت پر نظر پڑی،

وقد نبغت فی ھذا الزمان طائفة تفسیر القرآن برایھا وتحذف منه الآیات المتوالیات تسمی بالنیفریة،

اس زمانہ میں ایک فرقہ پیدا ہوا ہے، جو اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کرتا ہے اور مکرر آیتوں کو قرآن سے خارج سمجھتا ہے۔ اس فرقہ کا نام نیفریہ (نیچری) ہے،

کیا ہندوستان میں کوئی ایسا فرقہ بھی ہے جو مکرر آیتوں کو خارج از قرآن سمجھتا ہو؟

مخالفین اسلام کا قرآن مجید کے اسلوب بلاغت پر ایک اعتراض یہ ہے کہ قرآن مجید میں ایک ہی قصہ مکرر سہ کرر بیان ہوتا ہے ایک ہی آیت بار بار آتی ہے، ایک ہی بات سو سو دفعہ دُہرائی جاتی ہے، اس بار بار کی تکرار سے کیا حاصل؟ اس سے کلام کا لُطف جاتا رہتا ہے اور کلام بدمزہ ہو جاتا ہے، پوری کتاب میں ایک بات کو ایک دفعہ کہہ دینا کافی ہے، قرآن مجید میں حضرت آدمؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت موسیٰؑ کے قصے ہر جگہ بیان کئے گئے ہیں، سورہ رحمٰن میں فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ اور سورہ المرسلات میں وَیۡلٌ یَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُکَذِّبِیۡنَ، ایک ایک آیت کے بعد ہے اور بعض جگہ بالکل بے جوڑ ہے۔

لیکن یہ اعتراض کوئی نیا اعتراض نہیں علمائے اسلام نے اس کے متعدد جوابات دیئے ہیں علامہ کرمانی المتوفی ۷۸۶ھ نے ایک مستقل رسالہ اس باب میں لکھا ہے، جس میں انھوں نے اپنا نظریہ یہ قرار دیا ہے، کہ قرآن میں کوئی مکرر بات نہیں جہاں جہاں قرآن مجید میں بظاہر ایک ہی معنی مکرر معلوم ہوتے ہیں۔ وہاں یہ ثابت کیا ہے، کہ ہر جگہ مختلف معنیٰ مراد ہیں، اس لئے یہ اعتراض ہی غلط ہے کہ قرآن مجید میں ایک ہی بات بار بار آئی ہے۔

مثنوی میں مولانائے رُوم نے اس اعتراض کا ایک اور جواب دیا ہے، جو گو شاعرانہ استدلال ہے مگر نہایت لطیف ہے، وہ کہتے ہیں ہم روزانہ دن رات ایک ہی کھانا کھاتے ہیں اور ایک ہی قسم کا پانی پیتے ہیں لیکن ہم کو کبھی اس بات کی شکایت نہیں ہوتی کہ بار بار ہم کو ایک ہی کھانا اور ایک ہی قسم کا پانی کیوں پیتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ہم کھانا





کھاتے یا پانی پیتے ہیں، تو ہم کو ایک نئی بھوک اور نئی پیاس معلوم ہوتی ہے اس لئے ہر وقت کے پانی میں ہم کو ایک نیا لطف ملتا ہے، اور ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ تو وہی پانی ہے جو ہم بار بار پی چکے، اب اس میں کیا مزہ رہا، اسی طرح جو لوگ تشنۂ ایمان ہیں اور جن کو سرچشمۂ ایمان کی تلاش ہے ان کو ہر آیت میں ایک نیا لُطف حاصل ہوتا ہے، اور ایک نئی لذت ملتی ہے، اس لئے ان کو تکرار بدمزہ نہیں معلوم ہوتی۔

غرر درر میں شریف مرتضیٰ علم الہدیٰ (المتوفی ۴۳۶ھ) نے اور فوز الکبیر میں شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے بھی مکررات قرآن پر مفصل بحثیں کی ہیں، لیکن اصل یہ ہے کہ قرآن مجید میں جو تکراریں ہیں وہ مختلف قسم کی ہیں۔ اور ان بزرگوں نے جو جوابات دیئے ہیں وہ صرف خاص خاص قسم کی کی تکراروں کے متعلق ہیں اس لئے اوّل ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ قرآن مجید میں کس کس قسم کی تکرار ہے۔

قرآن مجید کو غور سے شروع سے آخر تک پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں دو قسم کی تکرار ہے، لفظی تکرار اور معنوی تکرار۔

۱۔ معنوی تکرار سے یہ مقصود ہے کہ ایک ہی مفہوم اور ایک ہی معنی کو خاص الفاظ کی پابندی کے بغیر بار بار کہنا، قرآن مجید میں حضرت موسیٰؑ کا قصہ یا نماز کی تاکید مختلف الفاظ میں جا بجا آئی ہے، لیکن ان معنوں کے ادا کرنے کے لئے کوئی خاص عبارت نہیں اختیار کی گئی ہے، بلکہ مختلف طرز اور مختلف طریقوں سے ایک ہی مفہوم ادا کیا گیا ہے،

۲۔ لفظی تکرار سے مراد یہ ہے کہ ایک ہی مفہوم کو کسی خاص عبارت اور الفاظ کے ساتھ بار بار ادا کرنا مثلاً سورہ رحمٰن فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ کی تکرار، شریف مرتضیٰ کا جواب اسی تکرار سے متعلق ہے ہم پہلے معنوی تکرار کو بیان کرتے ہیں۔

معنوی تکرار عموماً چند موقعوں پر ہے، بعض خاص پُر اثر قصوں کی تکرار مثلاً حضرت موسیٰؑ اور حضرت آدمؑ کا قصہ اور بعض خاص خاص فرائض اور عقائد کی تکرار مثلاً نماز و توحید و معاد کا بیان، خدا کے صفات و احسانات اور مظاہر قدرت کا ذکر،

## تکرار قصص

قرآن مجید میں جو قصے مذکور ہیں وہ دو قسم کے ہیں بعض قصے ایسے ہیں جن کا بیان قرآن مجید میں دُہرا دُہرا کر آتا ہے، مثلاً حضرت موسیٰؑ اور حضرت ابراہیمؑ کے قصے، اور بعض قصے ایسے ہیں جن کا ذکر کہیں ایک موقع پر آگیا ہے، اور دوسری مرتبہ بالکل نہیں ہوا، مثلاً ذوالقرنین، اصحاب کہف، حضرت یوسفؑ، حضرت یونسؑ، حضرت زکریاؑ، حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمانؑ، حضرت طالوتؑ وغیرہ کے قصے (صلوٰت اللہ علیہم اجمعین)

جن انبیاء علیہم السّلام کے قصے بار بار آئے ہیں، وہ صرف چار ہیں، حضرت آدمؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ۔

اس کے متعلق دو باتیں قابل غور ہیں، اوّلاً یہ کہ انہی چار انبیاء کے قصے دہرائے گئے ہیں۔ ثانیاً یہ کہ ان کے دہرانے کی ضرورت کیا ہے؛

سب سے پہلے ہم کو اس پر غور کرنا چاہیئے کہ قرآن مجید میں اس کثرت سے قصے کیوں مذکور ہیں، اصل یہ ہے کہ انسان کی فطرت میں داخل ہے کہ وہ غیروں کے حالات اور سرگذشت سے بالطبع نصیحت حاصل کرتا اور متاثر ہوتا ہے اس بنا پر قرآن مجید اور تمام کتب سماوی میں جا بجا قصے مذکور ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قومیں خدا کی نافرمانی سے کس قدر مبتلائے آلام ہوتی ہیں اور نیک نفس قوموں کو خدا کس قدر عروج و راحت عطا کرتا ہے لیکن چونکہ اس قسم کے قصے جب تک بار بار کان میں نہ ڈالے جائیں، ان سے صحیح عبرت اور کامل اثر نہیں حاصل ہوتا۔ اس لئے قرآن مجید میں ایسے عبرتناک قصے بار بار دُہرائے جاتے ہیں۔

ایک بڑی وجہ ان قصوں کے تکرار کی یہ ہے کہ جس طرح ایک دلیل مختلف دعوؤں پر اثر کرتی ہے۔ ایک قصہ سے مختلف نتائج مستنبط ہوتے ہیں اور متعدد قوموں پر ان سے استشہاد پیش کیا جاتا ہے اس لئے ہر جگہ ان قصوں کے اعادہ سے مختلف نتائج پیدا ہوتے ہیں مثلاً حضرت موسیٰؑ کا قصہ قرآن میں بار بار آیا ہے، مگر غور کرو، ہر جگہ ایک جدید نتیجہ کی طرف اس سے اشارہ کیا گیا ہے، کہیں تو اظہار قدرت کے موقع پر حضرت موسیٰؑ کا قصہ بیان کیا گیا ہے کہیں بنی اسرائیل پر خدا نے اپنے احسانات کے اظہار کے موقع پر اس قصہ کا ذکر کیا ہے کہیں نافرمان قوموں کی ہلاکت پر اس قصہ سے استشہاد کیا گیا ہے کہیں اس سے بنی اسرائیل کی شرارت اور کفرانِ نعمت ثابت کیا گیا ہے کہیں اس قصہ کے ذریعہ سچے نبی اور جھوٹے لوگوں میں فرق بتایا گیا ہے، کہیں اس خدا نے حضرت موسیٰؑ پر اظہار احسان کیا ہے، کہیں اس سے فرعون کے کفر، غرور اور نخوت کا تذکرہ مقصود ہے کہیں اس سے انسان کی فطری کمزوری کا اظہار کیا گیا ہے۔ حضرت آدمؑ کے قصہ سے خدا کے احسانات انسان کی کمزوری، نفس امارہ کی شرارت، نوع انسان کی عظمت، غرور کی مذمت، مختلف باتوں پر

استدلال ہو سکتا ہے،
غرضیکہ تم اس سے نتیجہ نکال سکتے ہو کہ صرف ایک قصہ سے کس قدر مختلف نتیجے پیدا ہو سکتے ہیں، قرآن مجید میں جو ایک ہی قصہ کی بار بار تکرار ہوتی ہے، دراصل ہر جگہ اس قصہ سے ایک جدید نتیجہ کی طرف اشارہ مقصود ہوتا ہے، اس لئے وہ تکرار غیر مفید نہیں ہوتی۔

جیسا کہ ہم نے اوپر اشارہ کیا ہے، یہاں پہنچ کر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ تمام انبیاء میں سے صرف چند خاص انبیاء حضرت آدمؑ، حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ حضرت عیسیٰؑ کے واقعات کا اعادہ کیوں بار بار ہوتا ہے، اس کا حقیقی جواب یہ ہے کہ قرآن مجید کے اصلی مخاطب صرف چار تھے عموماً عام انسان اور خصوصاً مشرکین عرب، یہود اور نصاریٰ، عام نوع انسان کی عبرت اور تاثیر کے لئے حضرت آدمؑ کے قصے کی تکرار کی جاتی ہے اور مشرکین عرب چونکہ حضرت ابراہیمؑ کے بے انتہا گرویدہ اور معتقد تھے، اس لئے ان کے لئے حضرت ابراہیمؑ کے واقعات سے اور یہودیوں کے لئے حضرت موسیٰؑ اور نصاریٰ کے لئے حضرت عیسیٰؑ کے قصوں کے استدلال پیش کیا جاتا ہے۔ اور ان ہی چار انبیاء کے نام اور قصے بار بار آتے ہیں اور چونکہ عرب میں خصوصاً مدینہ میں یہودی زیادہ تر آباد تھے اس لئے حضرت موسیٰؑ کا نام سب سے زیادہ آیا ہے، ان کے بعد مشرکین کا درجہ ہے، جن کو حضرت ابراہیمؑ سے تعلق ہے اور آخر میں عیسائی ہیں، چنانچہ اس کی تصدیق ذیل کی تفصیل سے ہوگی۔

۱۔ حضرت موسیٰؑ کا نام قرآن مجید میں ۱۳۵ مرتبہ آیا ہے
۲۔ حضرت ابراہیمؑ کا نام قرآن مجید میں ۶۶ مرتبہ آیا ہے
۳۔ حضرت عیسیٰؑ کا نام قرآن مجید میں ۲۴ مرتبہ آیا ہے۔

## فرائض وعقائد کی تکرار

اکثر فرائض اور عقائد کا بیان نہایت تکرار کے ساتھ آتا ہے اور یہ دراصل وہی چیزیں ہیں جو منتہائے اسلام ہیں اور وہ حسب ذیل ہیں:

ایمان، نماز، زکوٰۃ، توحید، صفاتِ خدا تاکید یادِ خدا، اظہار قدرتِ خدا، مذمت شرک، قیامت، حشر، جزاء، سزا، ذکر موت ذکر دوزخ وجنت، مذمت دنیا، اخلاق وعملِ صالح۔

یہی بیانات ہیں، جن کا ذکر قرآن مجید میں ہر جگہ بار بار آتا ہے، خصوصاً ان میں ایمان، نماز، توحید و مذمتِ شرک، دوزخ وجنت کا ذکر نہایت کثرت سے ہے جن کا اندازہ ذیل کے بیان سے ہوگا۔

۱۔ مدح توحید و مذمت شرک و کفر کا ذکر قرآن مجید میں ۳۵۰ مرتبہ سے زیادہ آیا ہے۔
۲۔ ایمان کا ذکر اور حکم کا ذکر قرآن مجید میں ۳۰ مرتبہ آیا ہے
۳۔ بہشت کا ذکر قرآن مجید میں تقریباً ۱۹۵ مرتبہ آیا ہے
۴۔ دوزخ کا ذکر قرآن مجید میں تقریباً ۲۰ مرتبہ آیا ہے۔
۵۔ نماز کا ذکر اور حکم قرآن مجید میں ۱۰۰ مرتبہ سے زیادہ آیا ہے

شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے ان مذکورہ بالا فرائض وعقائد کے متعلق الفوز الکبیر میں ایک بہت دلچسپ بحث لکھی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا نے قرآن مجید میں جن امور کا ذکر کیا ہے وہ دو طرح کے ہیں:

اوّل وہ امور ہیں جو محض قانونی اور تشریعی حکم رکھتے ہیں اور جن سے مقصد صرف یہ ہے کہ مخاطب کو ان کا علم ہو جائے، مثلاً طلاق، خلع، ظہار، ایلاء، وراثت، سزائے سرقہ قصاص شہادت، سزائے زنا وغیرہ۔

دوم وہ امور، جو قانونی اور تشریعی نہیں بلکہ وہ ایسے عقائد یا اعمال ہیں جن کے متعلق خدا یہ چاہتا ہے کہ وہ انسان پر چھا جائیں۔ انسان میں سما جائیں، انسان بالکل ان میں رنگ جائے، ان کا سخت معتقد یا پابند ہو جائے، خدا ان ہی چیزوں کو بار بار کہتا ہے اور ۱۰۰، ۱۰۰ دفعہ دہراتا ہے تاکہ مخاطب اس قدر متاثر ہو جائے، کہ ہل نہ سکے، ایمان نماز، یا روزہ، توحید حشر، جزاء، سزا، وغیرہ جن کا ذکر قرآن مجید میں ہر جگہ ہے، وہ اسی قسم کے امور ہیں، جن کی تکرار سے مقصود یہ ہے کہ یہ چیزیں نفس پر بالکل چھا جائیں۔

اس کی صحیح مثال یہ ہے کہ اگر ہم خیام اور حافظ کو غور سے پڑھیں تو معلوم ہو سکتا ہے کہ ان کے پاس رندی و عاشقی کے صرف چند مضامین ہیں، جن کو وہ الٹ پھیر کر ہمیشہ باندھا کرتے ہیں لیکن جب ہمارے سامنے کوئی شعر اُن کا آجاتا ہے تو ہم اس سے ایک نیا لطف حاصل کرتے ہیں، قرآن مجید کی بار بار تلاوت کرنے کا اسلام نے جو حکم دیا ہے اس کا بھی یہی راز ہے شاہ صاحبؒ کی اصل عبارت یہ ہے۔

اگر پرسند مطالب فنون خمسہ چرا در قرآن عظیم مکرر گفتہ شد چرا یک اکتفا نرفت گویم آنچہ خواہم کہ سامع را افادہ نمایم دو قسم می باشد تعلیم الایعلم بود (عیر معلوم را معلوم کردانیدن) پس مخاطب حکمے را نمی دانست وذہن او ادراک او نہ کردہ بود باستماع ایں کلام آں مجہول معلوم شود وآں نادانستہ، دانستہ گردد ودیگر آنکہ مقصود گیر دا استحضار صورت آں علم در مدرکۂ او باشد تا ازاں لذت زاداں گیرد دقوائے قلبیہ وادراکیہ راں علم فانی شوند ورنگ ایں علم بر ہمہ قوی غالب آید، چنانکہ معنی شعری را کہ ما آں را دانستہ ایم مکرری گویند وہر بار لذتے می یابیم ودریں لذت تکرار آں دوست می داریم لہٰذا در شریعت بہ تکرار تلاوت امر فرمودند۔ (فوز الکبیر مطبوعہ کلکتہ ص ۸۶، ۸۷)

یہ جواب حرف بحرف صحیح ہے اور اس پر کسی اضافہ کی گنجائش نہیں۔ (جاری)

## گناہوں کا کفّارہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کسی مسلمان کو کوئی قلبی تکلیف، کوئی جسمانی بیماری، کوئی دکھ اور غم پہنچتا ہے اور وہ اس پر صبر کرتا ہے تو اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ اس کی خطاؤں کو معاف کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر اسے ایک کانٹا چبھ جاتا ہے تو وہ بھی اس کے گناہوں کی معافی کا سبب بنتا ہے۔ (متفق علیہ)

## عذابِ قبر سے بچانے والی آٹھ چیزیں

فقیہ ابو اللیث فرماتے ہیں کہ عذاب قبر سے بچنے کے لئے چار چیزوں پر عمل اور چار چیزوں سے پرہیز ضروری ہے، جن چیزوں پر عمل ضروری ہے وہ یہ ہیں۔

۱۔ نماز کی پابندی (۲) صدقے کی کثرت
۳۔ تلاوت قرآن (۴) تسبیحات کی کثرت یہ چیزیں قبر کو روشن اور وسیع کرتی ہیں۔

جن چار چیزوں سے بچنا ضروری ہیں وہ یہ ہیں (۱) جھوٹ (۲) خیانت (۳) چغلی (۴) پیشاب کے چھینٹے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پیشاب کی چھینٹوں سے بچو، عام طور پر اسی کی وجہ سے عذاب قبر ہوتا ہے۔

## میرے آقاؐ کے شام وسحر کے آئینہ

• قمر سنبھلی

آئینہ آئینہ معتبر آئینہ
ہر سخن آئینہ، ہر نظر آئینہ
زندگی کا اک اک پل ہے روشن کتاب
جس میں ذکر اُنؐ کا ہے وہ سخن معتبر
آپ آئے بصیرت کے در کھل گئے!
اک سے اک بڑھ کے ہیں اہل بیت آپؐ کے
ہے "سراجاً منیرا" مکمل وجود!
کب سے شوقِ حضوری ہوں دل میں لئے
اور بے تابیٔ دل کا کیا دوں ثبوت؟

آپ کا نقشِ ہر رہگزر آئینہ
آپؐ کی ذات ہے سر بہ سر آئینہ
میرے آقاؐ کے شام وسحر آئینہ
جس میں نام اُنؐ کا ہے وہ ہنر آئینہ
ہو گئے ہم پہ سب خیر وشر آئینہ
گھر کے گھر محترم، گھر کا گھر آئینہ
سر سے پا تک ہیں خیر البشر آئینہ
کب سے ہے میرا ذوقِ سفر آئینہ
بن گیا آنکھ کا ہر گہر آئینہ

حرف حرف آپؐ کے صدقے ہوا معتبر
اُنؐ کی نسبت سے نعتِ قمر آئینہ

## دارالعلوم ندوۃ العلماء کے استاذ تفسیر مولانا برہان الدین سنبھلی کو صدمہ

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے استاذ تفسیر مولانا برہان الدین سنبھلی صاحب کی اہلیہ صاحبہ کا طویل علالت کے بعد ۱۴ ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ مطابق ۶ جولائی ۲۰۰۱ء شب جمعہ میں میڈیکل کالج کے اندر بعارضہ کینسر انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

بعد نماز جمعہ ہزاروں سوگواروں (جن میں علماء، طلبہ، اعیان شہر شامل تھے) نے نماز جنازہ پڑھی۔ نماز جنازہ مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء نے پڑھائی تدفین ڈالی گنج کے قبرستان میں ہوئی۔

مرحومہ عابدہ، صالحہ اور ملنسار خاتون تھیں۔ ان کا ایک امتیازی وصف یہ ہے کہ ان کی پرورش اور تربیت کردہ چھ افراد (جن میں ایک لڑکی تین بھتیجیاں اور دو لڑکے) مستند عالم بنے۔

اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے۔

قارئین کرام سے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

# وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا

تحریر: مولانا سید الرحمٰن اعظمی ندوی مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ — ترجمہ: محمد فرمان نیپالی

جس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پوری دنیا کے لئے رحمت بناکر بھیجے گئے تھے۔ تو اس وقت رحمت کا تصور عقل انسانی سے ماورا تھا، کیونکہ لوگ جہالت وضلالت میں اپنی پوری زندگی بسر کر رہے تھے، بدبختی اور شقاوت ان کا وتیرہ بن چکی تھی، زندگی کی کشتی بھی اپنی ڈگر پر نہیں چل رہی تھی، اس کے افراد نامعلوم بنیادوں پر اپنے محلات تعمیر کر رہے تھے نہ انہیں عاقبت کی فکر تھی۔ اور نہ قیامت کا ڈر اور خوف۔ بلکہ وہ صحیح معنوں میں بتوں کی پرستش اور ان کے سامنے ناصیہ فرسائی میں اپنی زندگی گذار رہے تھے۔ ایسے وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رحمت کی چادر پھیلادی اور دیکھتے دیکھتے ان کو رام کر لیا، چنانچہ لوگ حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے۔ جاہلی عادات واطوار اور مشرکانہ عقائد سے رجوع کرنے لگے۔ فرقہ واریت اور تعصب کا طوفان دب گیا، بھائی چارے کا ماحول پیدا ہوگیا۔ اور انسان حقیقی انسان بن گیا بہیمانہ حرکتوں سے اس نے توبہ کی، اور دین اسلام ہی کا ہو کر رہ گیا۔

اب اس معاشرہ میں کوئی ایسا انسان نہیں تھا جس پر دائرۂ حیات تنگ ہو، اور وہ خود رسومات وخرافات میں کھو گیا ہو، اور اللہ کی عطاکردہ نعمتوں کا اسے فہم وادراک نہ ہو، بلکہ اب انسان ایک اللہ پر ایمان لانے والا اور اس کی وحدانیت وربوبیت کا قائل اور اس کی انفرادیت ویکتائیت کا اقرار کرنے والا تھا۔ شریعت اسلامیہ اس کی جائے پناہ تھی اور وہ شرک وبت پرستی کو چھوڑ کر ایمان کے سایہ میں آگیا تھا۔ اور اپنی ناشائستہ حرکتوں اور فروگذاشتوں سے ندامت کے دو آنسو بہانے والا تھا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی جعفر بن ابی طالب نے نجاشی کے سامنے جو تقریر کی تھی اس سے جاہلیت کی ناپاک حرکتوں کی تصویر سامنے آتی ہے، مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "نبی رحمت" میں سیرت ابن ہشام کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ:

"اے بادشاہ: ہم ایک جاہلیت والی قوم تھے مردار کھاتے تھے، ہر قسم کی بے حیائیوں اور گناہوں میں آلودہ تھے، ہم میں سے جو طاقتور ہوتا وہ کمزور کو پھاڑ کھاتا، ہم اس حال میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم ہی میں سے ایک رسول بھیجا جس کے خاندان وحسب ونسب سے اور جس کی سچائی، امانت داری اور عفت وپاکدامنی سے ہم پہلے ہی واقف تھے، انھوں نے ہم کو یہ دعوت دی کہ ہم صرف ایک خدا پر ایمان لائیں اور اسی کی عبادت کریں۔ اور ہم اور ہمارے باپ دادا جن بتوں اور پتھروں کو پوجتے تھے اس کو بالکل چھوڑ دیں اور اس سے قطع تعلق کر لیں، انھوں نے ہمیں سچ بولنے، امانت ادا کرنے، رشتہ داری کا خیال کرنے، پڑوسی سے اچھا سلوک کرنے، ناجائز وحرام باتوں اور ناحق خون سے پرہیز کرنے کا حکم دیا، بے حیائی کے کاموں، جھوٹ، فریب، یتیم کا مال کھانے، پاک دامن وپاک عورتوں پر الزام لگانے سے منع فرمایا، انھوں نے ہم کو حکم دیا کہ ہم صرف ایک خدا کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، انھوں نے ہمیں نماز کا، زکوٰۃ کا، روزہ کا حکم دیا۔ اس موقع پر انھوں نے اس طرح اور ارکان اسلام بیان کئے ہم نے ان کی تصدیق کی، ان پر ایمان لائے، اور جو طریقہ اور تعلیم وہ اللہ کی طرف سے لیکر آئے ہیں اس کی پیروی کی، صرف ایک خدا کی عبادت اختیار کی، اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہیں کیا۔ جو انھوں نے حرام کیا اس کو حرام مانا، جو انھوں نے حلال کیا۔ اس کو حلال تسلیم کیا، اس پر ہماری قوم ہماری دشمنی پر کمربستہ ہوگئی، اس نے ہم کو طرح طرح کی تکلیفیں پہونچائیں اور ہم کو اس دین سے پھیرنے کے لئے مختلف آزمائشوں میں ڈالا، اسکی کوشش کی کہ اللہ کی عبادت کو چھوڑ کر ہم پھر بتوں کی عبادت اختیار کرلیں، اور جن جرائم کو پہلے جائز سمجھتے تھے پھر جائز اور حلال سمجھنے لگیں گے۔ جب انھوں نے ہمارے ساتھ بہت زور وزبردستی کی، ہم پر ظلم کیا، ہمارا جینا دوبھر کیا۔ اور ہمارے دین کے راستہ میں دیوار بن کر کھڑے ہوگئے۔ تو ہم آپ کے ملک میں پناہ لینے کے لئے آئے اور اس کے لئے آپ ہی کا انتخاب کیا، آپ کے جوار اور پناہ کی خواہش کی اے بادشاہ ہم یہاں یہ امید لیکر آئے ہیں کہ ہم پر ظلم نہ کیا جائے گا"۔

یہ آغاز اسلام میں اسلام ہی کے ایک ہدایت یافتہ مسلمان کی سب سے پہلی تقریر تھی جس کو اللہ رب العزت نے اپنے نبی کے توسط سے رحمت کا حصۂ وافر عطا فرمایا تھا، چنانچہ انھوں نے بلا کسی خوف وخطرہ کے حقیقت حال کی وضاحت کی، یہ ایک ایسی انقلاب انگیز تقریر تھی جس نے عقل انسانی کو حیرت زدہ اور حواس کو مختل کر دیا تھا پھر حق کا بول بالا ہوا۔ باطل کا منھ کالا ہوا۔ شرک وبت پرستی کی تہہ بہ تہہ تاریکیاں چھٹ گئیں، انسان ایک فطری معاشرہ میں سانس لینے لگا۔ اور وہ اللہ رب العزت کے سامنے اپنی بے سروسامانی، عاجزی وانکساری، کم مائیگی اور بے بضاعتی کا مظاہرہ کرنے لگا، سطور بالا میں جاہلیت کی تصویر کشی ایک ایسے شخص کی زبانی تھی جو زمانۂ جاہلیت میں پروان چڑھا تھا اور اس کے حالات سے پوری طرح واقف تھا۔ لیکن جب وہ اسلام لاتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسے متاعِ گمشدہ مل گئی ہے۔

نبی رحمت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانۂ، زمانۂ جاہلیت میں پلنے اور بڑھنے والے انسانوں (مردوں) پر یہ بہت بڑا احسان تھا جس کی نظیر دوسرے مذاہب وادیان پیش کرنے سے قاصر ہیں، ایسا اس لئے ہوا کہ ایک آدمی کو اپنی آدمیت کا احساس ہو، جس عظیم مشن کے لئے اللہ رب العزت نے اس کی تخلیق فرمائی ہے۔ اس کے لئے تن من دھن کی بازی لگادے، اللہ رب العزت نے تمام مخلوقات پر اس کو جو افضل واعلیٰ بنایا ہے اس کا صحیح ادراک ہو، قرآن کریم میں تمام مخلوقات پر انسان کی فضیلت وبرتری کو صاف انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا: اور ہم نے آدم کی اولاد کو عزت دی اور ہم نے ان کو خشکی اور دریا میں سوار کیا اور نفیس نفیس چیزیں ان کو عطا فرمائیں اور ہم نے ان کو اپنی بہت سی مخلوق پر فوقیت دی (سورۂ بنی اسرائیل ع ۷، آیت ۷۰، تفسیر تھانوی)

چنانچہ انہی تعلیمات کا یہ اثر ہوا کہ ایک ایسی نسل وجود میں آئی جس نے اپنے وجود سے پوری دنیا کو فائدہ پہونچایا۔ اور اپنی افادیت کا ثبوت دیا اس نسل کے ایمان ویقان اور اس کی ثقافت کا ہر ایک نے صدق دل سے اقرار کیا۔ اور اسلامی تاریخ کو پہلی مرتبہ ایسے نمونے دیکھنے کو ملے کہ اگر ایک ایمان والا کسی سے محبت کرتا ہے تو اس کی محبت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لئے ہوتی ہے اور اگر اسے کسی سے بغض وعداوت ہوتی ہے تو وہ اللہ کے لئے ہوتی ہے اور دنیا کی حقیقت اس کے سامنے ایک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں، بلکہ وہ جنت کا متلاشی رہتا ہے۔ اس کے حصول کے لئے اپنے آپ کو نوع بنوع کے سخت سے سخت مجاہدات اور ریاضتوں کا مکلف بناتا ہے اس کی ایک زندہ مثال غزوۂ بدر میں ملتی ہے جس وقت دونوں (مسلمانوں اور کافروں) کے لشکر برسرپیکار ہوگئے۔ اور ایک دوسرے سے بالکل قریب ہو کر جنگ ہونے لگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کا یہ ارشاد سنایا "سَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ (چلو بڑھو اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی زمین وآسمان کے برابر ہے) عمیر بن الحمام انصاریؓ نے یہ ارشاد سنا تو کہنے لگے کہ یا رسول اللہ وہ جنت آسمانوں اور زمین کے برابر ہے؟ آپ نے فرمایا:۔ ہاں کہنے لگے واہ واہ! آپ نے فرمایا کہ یہ بات کیا کہہ رہے ہو؟ انھوں نے کہا نہیں یا رسول اللہ اور کوئی بات نہیں، یہ میں اس خیال سے کہہ رہا ہوں کہ شاید میری قسمت میں بھی جنت ہو، آپ نے فرمایا کہ تمہیں یہ جنت نصیب ہوگی۔ اس کے بعد انھوں نے اپنے ترکش سے کچھ کھجوریں نکالیں اور کھانے لگے پھر اچانک کہنے لگے اگر میں نے ان کھجوروں کے ختم ہونے کا انتظار کیا تو بہت دیر لگا دوں گا۔ اتنا جینے کی تاب نہیں، یہ کہہ کر جو کھجوریں رہ گئی تھیں پھینک دیں اور میدان جنگ میں کود پڑے اور جام شہادت نوش فرمایا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بے پایاں احسانات میں دوسرا بڑا احسان صنف نازک (خواتین) کے اوپر ہے یہی آپ کی صفت رحمۃ للعالمینی کا خلاصہ ہے کسے نہیں معلوم کہ زمانۂ جاہلیت میں عورتوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جا رہا تھا۔ لوگ دن دہاڑے ان کی عزتیں لوٹتے تھے، ظلم وزیادتی کا نشانہ بناتے تھے۔ مالِ وراثت سے ان کو محروم کردیتے تھے۔ اور مال وراثت کو صرف والدین اور خاندان والوں میں تقسیم کرتے تھے۔ اس صنف کی ولادت کو نحوست کا ذریعہ سمجھتے تھے، مزید برآں اگر کوئی بچی پیدا ہوتی تو سنگ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے زندہ درگور کردیتے تھے۔ قرآن نے کس دردبھرے انداز میں اس کا نقشہ کھینچا ہے۔

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِن سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ (سورہ نحل ع ۱۳، آیت ۵۸-۵۹۔ تفسیر تھانوی) اور جب ان میں سے کسی کو عورت (بیٹی) کی خبر دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ بے رونق ہوجاتا ہے اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہتا ہے جس

چیز کی اس کو خبر دی گئی ہے اس کے عار سے لوگوں سے چھپا چھپا پھرتا کہ آیا اس کو ذلت پر لئے رہے یا اس کو مٹی میں گاڑ دے خوب سن لو ان کا یہ فیصلہ بہت ہی برا ہے۔

آپ نے اس ظالم معاشرہ سے اس کو نکال کر عزت و شرف کا لباس پہنایا، عقائد باطلہ سے تائب کرایا، مرد و زن کے تعلقات کو خوشگوار بنایا۔ اور زندگی میں ان دونوں کی قدر و قیمت میں چار چاند لگایا، اسی کے ساتھ ہی نئی نسل کی تعمیر میں اس کے مثبت کردار کو سراہا، یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے دونوں کے جملہ معاملات و سرگرمیاں خواہ انفرادی ہوں یا اجتماعی سب کو ایک ساتھ ذکر کیا ہے۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (سورہ نحل ع ۱۹ آیت ۹۷)

جو شخص کوئی نیک کام کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ صاحب ایمان ہو تو ہم اس شخص کو بالطف زندگی دیں گے۔ اور ان کے اچھے کاموں کے عوض میں ان کا اجر بھی دیں گے۔

دوسری جگہ اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ:۔

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَاۤ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ (سورہ آل عمران ع ۱۱، آیت ۱۹۵)

سو منظور کرلیا ان کی درخواست کو ان کے رب نے اس وجہ سے میں کسی شخص کے کام کو جو تم میں سے کام کرنے والا ہے اکارت نہیں کرتا خواہ وہ مرد ہو یا عورت، تم آپس میں ایک دوسرے کے جز ہو۔

یہ دریائے رحمت کے چند قطرے تھے جن سے آپ نے پوری دنیا کو سیراب کیا اور انسانیت کے مقام و مرتبہ کو بحال کیا۔ اور اس کی قدر و قیمت کو دوبالا کیا جبکہ انسانیت پوری دنیا میں دم توڑ رہی تھی اور جانکنی کے عالم میں تھی، اس صفت رحمت سے ایمان و یقین اور اسلامی تعلیمات سے لبریز ایک تہذیب وجود میں آئی جس کے سامنے دنیا کی جملہ تہذیبوں کو سر تسلیم خم کرنا پڑا؛

آج عصری علوم کے ماہروں، تہذیب و تمدن کے متوالوں اور انسانی فلسفوں سے واقف کاروں کے لئے بہترین موقع ہے کہ وہ از سر نو زندگی کے جملہ شعبہ جات میں اسلام کے بے پایاں احسانات کا مشاہدہ کریں۔ بدلتے ہوتے حالات میں عقیدۂ اسلامی پر قائم ٹھوس محلات کو بنظر غائر دیکھیں۔ اگر وہ تعصب کی عینک کو اتار کر ایسا کریں گے تو انھیں یہ ماننا پڑے گا کہ اسلام ہی نے انسانوں کو انسان بنایا۔ عورت کو اس کا حق دیا۔ اور دیگر مسائل میں بھی اس کا بہترین نمونہ پیش کیا۔

## مولانا محمد عثمان معروفی کا انتقال ہوگیا

جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کے ترجمان ماہنامہ "مظاہر علوم" کے ایڈیٹر اور تاریخ کے ایک اچھے ماہر مولانا محمد عثمان صاحب معروفی کا چند دن پہلے اچانک انتقال ہوگیا۔

مولانا معروفیؒ ادھر چند سال سے سہارنپور کے جامعہ مظاہر علوم میں مقیم تھے رسالہ کو مرتب کرنے کی پوری ذمہ داری آپ ہی پر تھی یوں تو ماہنامہ مظاہر علوم ادھر کئی سالوں سے شائع ہو کر علمی و ادبی حلقوں میں مشہور ہوگیا تھا۔ لیکن مولانا کی آمد سے اس میں مزید ترقی ہوئی۔

آپ قلم کے دھنی، حالات حاضرہ پر اچھا تبصرہ کرنے والے اور عالم اسلامی کے حالات و واقعات پر نگاہ رکھنے والے تھے، مضامین کے انتخاب و ترتیب میں بھی آپ قارئین کے مزاج کا خیال رکھتے تھے، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ کی آپ بیتی سے علماء و طلبائے مدارس کے مطالعہ کے لئے تربیتی نقطۂ نظر سے اچھے اچھے مضامین کا انتخاب کر کے شائع کیا کرتے تھے۔

اسی طرح آپ تاریخ وفات کو منظوم انداز میں پیش کرنے پر بڑی قدرت رکھتے تھے، تعمیر حیات کے "مفکر اسلام نمبر" میں حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر آپ کا مرتب کردہ قطعہ شائع بھی ہوچکا ہے۔

نیز آپ تاریخ کے موضوع پر چند کتابیں بھی لکھ چکے ہیں جس میں مؤلفین و مصنفین کے احوال پر ترتیب دی ہوئی کتاب "تذکرۂ مؤلفین" کافی مقبول ہوئی۔ مرحوم کے انتقال کی خبر پر دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ذمہ داروں نے گہرے دکھ کا اظہار کیا۔ اور فوراً ہی حضرت ناظم صاحبؒ مہتمم صاحب کی عدم موجودگی کی بناء پر مفتی محمد ظہور صاحب کی طرف سے ایک تعزیتی فیکس مدرسہ مظاہر علوم کے ذمہ داروں کے نام ارسال کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔





# یہ حدیثِ دل ہے اسے گوشِ دل سے سنیے

شمس الحق ندوی

آپ کے ادب و احترام میں ادنیٰ کمی کئے بغیر لب کشائی کرنا چاہتا ہوں۔ عرصہ سے میں آپ کے سامنے لب کشائی کرنے کی فکر میں تھا مگر جرأت نہ ہوتی تھی اس لئے نہیں کہ میرا یہ اقدام کوئی غلط اقدام ہوتا بلکہ اس تردد و تذبذب کا سبب اور تاخیر کی وجہ آپ کی مزاجی کیفیت تھی جواب اس درجہ کو پہنچ گئی ہے کہ کھلی ہوئی حقیقت کو بھی سن کر ناک بھوں چڑھاتی ہے اور اسے مجذوب کی بڑ سمجھتی ہے بالآخر میری طرف سے آپ کی غفلت و بے اعتنائی نے مجھے مجبور کردیا کہ میں آپ سے ہم کلام ہوں اور آپ کو یہ باور کرانے کی کوشش کروں کہ آپ کی عزت و شرف کا سارا انحصار مجھی پر ہے اور میری طرف سے آپ کی بے اعتنائی اپنے ہاتھوں پاؤں میں کلہاڑی مارنے بلکہ خودکشی کے مرادف ہے۔

یہ تو آپ کو تسلیم ہے کہ آپ کے پورے جسمانی نظام میں مجھے مرکزیت حاصل ہے میں اپنا کام چھوڑ دوں تو آپ کا پورا جسمانی نظام فیل ہو جائے آپ کے جسم کا ہر حصہ اپنی جگہ پر موجود اور صحیح و سالم ہونے کے باوجود بیکار ہو جائے اور یک لخت نہ صرف اپنا کام چھوڑ دے بلکہ اس میں سڑاند و بدبو پیدا ہو جائے اور قریب سے قریب عزیز بھی آپ کو ایک لمحہ رکھنے کا روادار نہ ہو، جلد سے جلد زمین میں دفن کردے، چتا میں جلادے یا دریا میں ڈبو دے۔

یہ وہ کھلی ہوئی حقیقت ہے جس سے آپ کا بڑے سے بڑا شخص انکار نہیں کرسکتا یہاں بڑے سے بڑا سائنسداں اور ڈاکٹر اپنی بے بسی و ناکامی کا اعتراف کرلیتا ہے، آپ نے اپنے علم و ہنر مندی میں ترقی کرکے بہت کچھ حاصل کرلیا ہے، بحر و بر پر اپنی کامیابی کا سکہ جمایا ہے، چاند تاروں پر بھی اپنی کمند ڈال دی ہے مگر وہاں سب ہار جاتے ہیں جہاں میں اپنا کام چھوڑ دیتا ہوں آپ ہی کے ایک بھائی کی زبان سے یہ حقیقت اس طرح بیان ہوئی ہے۔ ع

ابر و باد پر قادر اور اس قدر مجبور\
کہ ایک سانس کے لانے کا اختیار نہیں

میری اسی اہمیت کی وجہ سے آپ اس کا خیال رکھتے ہیں کہ مجھے ہر نقصان سے بچائیں اور میں اس وقت تک اپنا کام کرتا رہوں جب تک میرے خالق کو منظور رہے، یہاں تک تو آپ کا روز کا تجربہ اور مشاہدہ ہے اور آپ کا اس سے انکار گویا اپنے وجود کا انکار ہے۔

اب میں آپ کو اپنے اس بلند مقام اور وسعت و بڑائی سے روشناس کرانا چاہتا ہوں جس میں آپ کی فضیلت و بڑائی، اور اشرف المخلوقات ہونے کا راز پنہاں ہے میری جسمانی کیفیات، قوت و نزاکت اور قوت کار کا علم تو آپ کو ڈاکٹروں اور طبیبوں سے ہوتا ہے جو مختصراً میں آپ سے عرض کرچکا ہوں۔

مگر میری غیر مرئی قوت و صلاحیت اور وسعت و ہمہ گیری کا علم میرے خالق (اللہ) کے ان مخصوص بندوں ہی کے ذریعہ ہوتا ہے جن کو آپ نبی، رسول یا الٰہی شعور کے دوت کہتے ہیں یہ علم پھر علم ہی نہیں رہتا بلکہ تجربہ میں آتا ہے اور مشاہدہ بن جاتا ہے۔ میری اس قوت و طاقت کا اندازہ آپ اس سے لگائیں کہ اس بھری کائنات میں تنہا میں وہ ہوں جو وحی اور کلام ربانی کے بار کو سنبھال لیتا ہے اور اس کا امین ہوتا ہے وحی کا بار غیر معمولی ہوتا ہے۔ ایسا بار جس کو سات زمین و آسمان نہ سنبھال سکے۔

خود میرے خالق نے اپنے نبی کی زبان سے کہلوایا۔

"لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب مومن (میرے زمین و آسمان میرے لئے کافی نہیں ہوتے لیکن میں اپنے مومن بندہ کے دل میں سما جاتا ہوں)

آپ کے ایک بھائی نے اس کو یوں ادا کیا ہے ؎

سماتے نہیں وہ تو ارض و سما میں\
مرے دل میں کیسے سمائے ہوئے ہیں

ایک اور بھائی نے یوں کہا ؎

ارض و سما کہاں تری وسعت کو پا سکے\
میرا ہی دل ہے وہ کہ تو جس میں سما سکے

آپ کے سارے اعمال کا تعلق میری اسی طاقت سے ہے آپ میری اس طاقت کو عصیان و نافرمانی کی آلائشوں سے جتنا محفوظ رکھیں گے اتنا ہی یہ اپنا کام کرے گی اور اگر غفلت و لاپرواہی برتیں گے تو میری یہ طاقت کمزور ہوگی۔ میری یہ طاقت جتنی کمزور ہوتی جائے گی آپ کے اعمال اتنے ہی

خراب ہوتے جائیں گے، سکون وچین، محبت والفت ختم ہوتا جائے گا۔ انتشار وبے چینی ظلم وغارت گری بڑھتی جائے گی، اور وہ اتنی بڑھ سکتی ہے کہ ملک کے ملک برباد ہوجائیں۔ ایک سرے سے دوسرے سرے تک دھول اڑنے لگے۔ انسان جانوروں اور درندوں سے نہ ڈرے اور اپنے جیسے انسانوں سے ڈرنے لگے۔

اللہ کے نبیؐ کا یہ فرمان

اَلَا اِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَۃً فَاِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ۔ (سن لو (تمہارے) جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے جب وہ درست ہوگا تو پورا جسم صحیح و درست ہوگا۔ اور جب وہ بگڑے گا تو پورا جسم بگڑ جائے گا۔)

نبیؐ کے اس فرمان سے صرف جسمانی فساد و بگاڑ مراد نہیں بلکہ معنوی فساد و بگاڑ بھی مراد ہے۔ میرا بگاڑ عالم کا بگاڑ ہے، اس میں آپ کو ذرا بھی شک و شبہ ہو تو میرے خالق کے یہ الفاظ پڑھ لیجیے "قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا"۔ (کامیاب ہوگیا جس نے اس (دل) کو پاک کیا۔ برباد ہوگیا جس نے اس (دل) کو پراگندہ کیا۔)

اس ارشاد ربانی کے بعد اب شاید میری اہمیت آپ پر پوری طرح واضح ہوگئی ہوگی میرے خالق کے اس ارشاد کے بعد اس کا انکار کفر ہے

میری اس اہمیت کی وجہ سے میرے اس مقام و اعزاز کی وجہ سے آقا نے فرمایا میں اس بندے کے پاس ہوتا ہوں جس کا دل ٹوٹا ہوا ہوتا ہے۔ اَنَا عِنْدَ مُنْکَسِرَۃِ الْقُلُوْبِ۔

اس حقیقت کے واضح ہوجانے کے بعد میں آپ سے عرض کروں گا کہ آپ کسی کا دل نہ دکھائیں نہ کسی کا دل توڑیں۔ دل کا توڑنا میرے آقا کو بہت ناپسند ہے۔ دل کے ٹوٹنے کی صدا آپ کو تو نہیں سنائی دیتی ہے مگر براہ راست وہ عرشِ اعظم سے جا ٹکراتی ہے اور وہاں اس کی صدا سنائی دیتی ہے۔ خود آپ ہی کا کہنا ہے ؎

شیشہ ٹوٹے غل مچ جائے
دِل ٹوٹے آواز نہ آئے

دوسرے الفاظ میں آپ ہی نے اس کو یوں بیان کیا ہے ؎

کسی کو کیا ہو دلوں کی شکستگی کی خبر
کہ ٹوٹنے میں یہ شیشے صدا نہیں رکھتے

یہی وجہ ہے کہ جو لوگ اپنے دل کو پاک صاف کرلیتے ہیں۔ اس کے احساس وشعور کو جلا دیتے ہیں۔ مرد خود آگاہ و خدا شناس بن جاتے ہیں وہ ہزار زخم کھا کر بھی دوسروں کا دل نہیں دکھاتے کسی کا دل دکھانا ان پر بار ہوتا ہے شاید آپ نے خواجہ باقی باللہ دہلویؒ کا واقعہ سنا ہو کہ ایک دن سخت کڑاکے کی سردی میں وہ کسی ضرورت سے باہر نکلے۔ تھوڑی دیر بعد واپس ہوئے تو دیکھا کہ لحاف میں ایک بلی سو رہی ہے آپ نے اس خیال سے کہ اس کو تکلیف ہوگی اسے بستر سے نہیں نکالا۔ اور پوری رات کھڑے کھڑے گذار دی۔ شاید یہی وجہ تھی کہ ان سے ہزاروں لاکھوں مخلوقِ خدا کو فائدہ پہونچا۔ اور ان کے دل کی روشنی سے بے شمار دل روشن ہوگئے۔

ایک بزرگ کا واقعہ ہے کہ وہ سردیوں کے موسم میں راستہ سے گذر رہے تھے دیکھا کہ کتے کا ایک پلہ نالی کے پانی میں بھیگ کر ٹھنڈک سے ٹھٹھر رہا ہے چلنے کی بھی طاقت نہیں، انھیں اس پر بڑا ترس آیا۔ اس کو اٹھا کر دھوپ میں رکھدیا۔ دھوپ کھا کر وہ چلنے پھرنے لگا۔ اور مرنے سے بچ گیا۔ ایک پلّے کے دل کو آرام پہنچانے سے ان پر ایسا فیضان ہوا کہ وہ اپنے زمانہ کے شیخ وقت بنے۔

کتا جیسا ناپاک جانور کہ جس کے متعلق حدیث میں آتا ہے کہ وہ جس گھر میں ہو وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ اس کتے کا دل خوش کرنے والی بنی اسرائیل کی ایک فاحشہ عورت کے سارے پاپ معاف کردئے گئے اور وہ جنتی بن گئی۔

اس طرح کے واقعات کی فہرست بہت طویل ہے یہ چند واقعات محض آپ کے احساس کو بیدار کرنے اور اپنی اہمیت و نزاکت واضح کرنے کے لئے میں نے آپ کو سنا دیئے آپ کو میرا مشورہ ہے کہ کسی دل کو دکھانے سے بچیں۔ اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ (مخلوق خدا کا کنبہ ہے) جب مخلوق خدا کا کنبہ ہے تو آپ سوچ لیں کہ بیجا طور پر اس کا دل دکھانے سے خدا کی طرف سے آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا۔

سچ یہ ہے کہ دل کی دنیا آباد ہو تو دل والا نہال ہو اور اگر ویران ہو تو وہ تباہ و برباد ہو۔

دِل ہی سرچشمہ ہے پیچ و تاب رومی کا اور دل ہی کا مرہونِ منت ہے سوز و سازِ رازی، دل ہی عطا کی آہِ سحرگاہی کا بھرم ہے، دل ہی راز ہے غزالی کے اضطراب بے چینی کا، دِل ہی کا راگ ہے زبورِ عجم، دل ہی کی حدی ہے ارمغانِ حجاز اور اسی کی صدائے بازگشت ہے بانگِ درا و صور اسرافیل۔

ہر سعی لاحاصل اور ہر تدبیر بے سود ہوتی ہے اگر اس میں میرا خون نہ شامل ہو، عشق و مستی بھی ہار مان لیتے ہیں۔ اگر ان میں میرے خون کی روانی اور گرمی نہ ہو آپ ہی نے تو کسی وقت عالم بے خودی میں کہا تھا ؎

عشق ہے سودائے خام خونِ جگر کے بغیر
نقش ہیں سب ناتمام خونِ جگر کے بغیر

تلخ نوائی معاف ہو، اب بہت ادب سے عرض کرنا چاہوں گا کہ آپ چاہے جتنے بڑے بڑے کام کر ڈالیں حکومتیں قائم کرلیں لچھے دار تقریریں کرلیں، زوردار مضامین لکھ لیں، ضرورت وحقیقت سے زیادہ شور اور مظاہرہ کرلیں، انجمنیں بنالیں، جماعتیں قائم کرلیں۔ لیکن اگر اس میں میرا خون شامل نہیں تو سب بیکار و لاحاصل ہے، میرا خالق نہ اس سے کبھی خوش ہوسکتا ہے اور نہ اس سے وہ نتائج نکل سکتے ہیں جو آقا کو منظور ہیں۔ آپ غور کریں ذرا دیر کے لئے اپنے دماغ کو غور وفکر اور سوچنے کا موقع دیں کہ آخر کیا بات تھی کہ بہت سے خدا کے بندے خاموشی سے صرف اپنے کام میں لگے رہے، اپنے دل کو روشن کرلیا اور پھر دوسروں کا دل بغیر کسی پروپیگنڈہ کے گوشۂ تنہائی میں بیٹھ کر روشن کرتے رہے، اور ان سے ہزارہا ہزار بندگان خدا کی زندگیاں بدل گئیں۔ ان کے دل روشن ہوگئے۔ ملکوں کا نظام بدل گیا۔ اور یہ سارا انقلاب خاموشی کے ساتھ آگیا۔ اگر اس کو تصوف کا نام دیکر آپ کو وحشت ہوتی ہے تو مجھے آپ کی عقل پر ہزار بار ہنسی آتی ہے اور میں آپ کو بار بار ٹھوکر کھا کر گرتے دیکھتا ہوں پھر اس گرنے کی تاویل سن کر جگر تھام کر بیٹھ جاتا ہوں۔ ان میں وہ بھی تھے جو شمشیر و سناں کے بھی حامل تھے۔ اور قلم و قرطاس کے بھی مگر میرا سوز بھی اس میں شامل تھا آپ ان کی ناکامی کے اسباب ڈھونڈھتے ہیں ہم آپ سے کہتے ہیں کہ ان کی کامیابی کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ ان کی کاوشوں اور شوقِ جہاد کا ذکر آج بھی دلوں میں گرمی پیدا کرتا ہے۔ اور ہزاروں دلوں کو روشنی بخشتا ہے۔

یہ سب کرشمے تھے اس کے کہ انھوں نے میرے مقام کو پہچانا۔ کس زبان سے آپ کو سمجھاؤں، سمجھانے کا کون سا طرز و اسلوبِ بیان اختیار کروں کہ آپ پر یہ حقیقت واضح ہوجائے کہ دل کی معرفت تلواروں کی جھنکار کو بانسری کا سُر بنادیتی ہے، توپوں کی گھن گرج کو بچوں کا کھیل و تماشا بنادیتی ہے۔ میدانِ کارزار میں جنت کا مزا آنے لگتا ہے اور رزم گاہِ حیات میں ایک شمع فروزاں ہاتھ آجاتی ہے، اور ربِّ کریم خود آپ کا ہاتھ بن جاتا ہے جس سے آپ پکڑتے ہیں۔ آپ کا پاؤں بن جاتا ہے جس سے آپ چلتے ہیں، آپ کا کان بن جاتا ہے جس سے آپ سنتے ہیں۔ آپ کی آنکھ بن جاتا ہے جس سے آپ دیکھتے ہیں یہ الفاظ شاید آپ ہی کے ہیں کہ ؎

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں کارکشا کارساز

سلسلۂ کلام دراز ہوتا جارہا ہے آپ کا حافظہ یوں بھی بہت کمزور ہے، زیادہ طویل گفتگو شاید آپ ہضم نہ کرسکیں۔ میری یہ مختصر سی گذارش اگر آپ کی گرفت میں آگئی اور آپ نے اس پر غور وفکر کیا۔ اور دل کی کھوئی ہوئی پونجی کو حاصل کرنے کی فکر کی تو میں یقین دلاتا ہوں آپ سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ کو آپ کا کھویا ہوا مقام پھر مل جائے گا جب آپ دل کے مقام کو پہچان لیں گے۔

میرا یہ دعویٰ ادعاء محض نہیں ہے بلکہ میری اس جرأت کا سبب میرے آقا کا یہ فرمان ہے جو نبیؐ کی زبان سے ادا ہوا ہے۔

اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ۔ (میرا بندہ میرے ساتھ جیسا اعتقاد رکھتا ہے میں اس کے ساتھ وہی معاملہ کرتا ہوں۔)

اپنے نبیؐ سے فرمایا:۔

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ۝

"اور (اے پیغمبر) جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو (کہہ دو کہ) میں تو (تمہارے) پاس ہوں جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں تو ان کو چاہیے کہ میرے حکموں کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ نیک راستہ پائیں۔"

مجھے کھو کر یا میری ناقدری کرکے آپ نے اپنا سب کچھ کھو دیا ہے دل کا معاملہ بڑا نازک ہے میں یہاں تک کہنے کی جرأت کرسکتا ہوں کہ بنائے کعبہ بے بنیاد ہوتی۔ اگر اس کی تعمیر میں خلیل اللہ کا سوزِ جگر اور ذبیح اللہ کا خونِ دل نہ شامل ہوتا یہ آخری بات ہے جو کہی جاسکتی ہے اس کے بعد اب آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ جو کام بھی حریم دل کو پامال کرکے کیا جائے گا یا اس میں دل کی ادائیں نہ شامل ہوں گی نہ کام ہوگا۔ خدارا آپ میرے مقام کو پہچانیں اور اس کو اس کا حق دیں۔

میں نے کہا دل کی ادائیں جس کی تعبیر آپ کرتے ہیں، ایمان و احتساب سے احسان سے، اخلاص و للٰہیت اور اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ سے آخر کے یہ چند الفاظ خلاصہ اور لب لباب ہیں اس سب کا جواب تک آپ سے کہتا رہا ہوں خلوص

(باقی ص ٢٥ پر)

# خود اعتمادی یا خدا اعتمادی؟

● مولانا محمد خالد ندوی غازی پوری

خود اعتمادی انسان کا وہ جوہر ہے جس کے ذریعہ وہ بہت سے اہم امور کی انجام دہی اور زندگی کے مختلف شعبوں میں نمایاں خدمات انجام دینے کے قابل سمجھا جاتا ہے، اگر انسان کو اپنی ذات، اپنے علم، اپنے فن اور اپنی مہارت نیز اولوالعزمی طالع آزمائی، حمیت و غیرت اور اپنے جرأت و جسارت پر اعتماد نہ ہو تو زندگی کی شاہراہ پر ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتا ہے اور نہ ہی کوئی قابل ذکر خدمات انجام دینے کے لئے اپنے آپ کو تیار کر سکتا ہے۔ اس خود اعتمادی کے جوہر کو سان چڑھانے اور اس کی قوت کو فروغ دینے کا حکم قرآن پاک میں یوں دیا گیا ہے۔

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ

اور تم مقابل کو سامنے رکھتے ہوئے حتی الامکان اپنی قوت و طاقت کو بڑھاؤ (الانفال)

خود اعتمادی کے جوہر کو نمایاں کرنے کے لئے وسائل کی ضرورت ہوتی ہے اس کے اسباب و محرکات کو اختیار کرنا پڑتا ہے۔ وہ کوئی جنس نہیں جس کو کسی دوکان سے خرید کر حاصل کر لیا جاتا ہے۔ وہ ایک کردار ہے جس سے انسان باکردار بنتا ہے۔ وہ ایک وصف ہے جس سے متصف ہوتے ہی ایک امتیازی شان پیدا ہو جاتی ہے۔ خود اعتمادی کو خودی بھی کہا جاتا ہے۔ علامہ اقبال نے خودی کے اسرار و رموز کو اسرار خودی میں خوب کھول کھول کر بیان فرمایا ہے ؎

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

خودی یا خود اعتمادی کی سرحد غرور و تکبر اور فریب نفس کی کھائی سے بھی ملتی ہے، اس لئے اسلام نے وہ خود اعتمادی جو خدا اعتمادی کی معرفت سے نا آشنا ہو پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھا ہے، بلکہ اس کو مہلک قرار دیا ہے، اپنی ذات پر اعتماد کی بنیاد پر دوسروں کی حق تلفی اور کبھی تحقیر بھی ہو سکتی ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے،

بحسب امرئ من الشر ان یحقر اخاہ المسلم۔ کسی عظیم فرد کے برا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے اس لئے اہم امور میں شورہ کا حکم دیا گیا ہے تاکہ وحدت رائے کی بنیاد پر فریب نفس کا گمان بھی پیدا نہ ہو۔ لیکن جب مشورہ سے کوئی بات طے ہو جائے تو پھر پورے عزم و ارادہ کے ساتھ اسے کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ لیکن نتائج کے مقابلہ میں اللہ عز و جل پر کامل اعتماد کی بات کہی گئی ہے۔

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ،

معاملہ میں ان کے ہمراہ مشورہ کرلیں تو جب عزم ہو جائے تو اللہ پر بھروسہ کریں، بیشک اللہ تعالیٰ بھروسہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

شریعت کی اصطلاح میں اُسی خدا اعتمادی کو توکل سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ توکل کے معنٰی ترک عمل کے نہیں ہیں اور نہ ہی دوسروں پر اعتماد کر کے اپنے آپ کو میدان عمل سے ہٹا لینے کا نام ہے بلکہ حقیقت میں توکل سراپا عمل ہے۔ اور عمل کے نتائج اپنے عزم و ارادہ اور آرزو کے مطابق ہونے میں اللہ کی ذات پر کامل بھروسہ کرنا ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم اللہ پر ایسا توکل کرو جیسا کہ اس پر توکل کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں اس طرح روزی دے جس طرح کہ پرندوں کو دیتا ہے کہ وہ صبح بھوکے اپنے آشیانوں سے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے واپس آتے ہیں۔ (ترمذی)

علامہ سید سلیمان ندویؒ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اس کی تشریح کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں۔

"اس حدیث سے بھی مقصود ترک عمل اور ترک تدبیر نہیں کیونکہ پرندوں کو ان کے گھونسلوں میں بیٹھ کر یہ روزی نہیں پہنچائی جاتی ہے، بلکہ ان کو بھی اڑ کر کھیتوں اور باغوں میں جانے اور رزق تلاش کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔

اس سلسلہ میں وہ اپنی قوت بازو پر اعتماد کرتے ہیں، اللہ کے سہارے دور دراز خطوں تک پرواز بھرتے رہتے ہیں اسی طرح مومن فضائے نامحدود میں اپنی قوت پر اعتماد کرتے ہوئے خدا کے سہارے آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے، علامہ اقبالؒ نے اسی حقیقت کو یوں پیش کیا ہے ؎

یہ پیام دے گئی ہے مجھے باد صبح گاہی
کہ خودی کے عارفوں کا ہے مقام پادشاہی
تری زندگی اسی سے تری آبرو اسی سے
جو رہی خودی تو شاہی نہ رہی تو روسیاہی

اللہ عز و جل کا ارشاد ہے۔ "اور جو کوئی اللہ سے ڈرے وہ اس کے لئے مشکل سے نکلنے کا راستہ کر دے گا۔ اور اس کو وہاں سے روزی دے گا۔ جہاں سے اس کو گمان نہ ہوگا اور جو اللہ پر بھروسہ کرے گا تو وہ اس کو بس ہے بیشک اللہ اپنے ارادہ کو پہونچ کر رہتا ہے اس نے ہر چیز کے لئے ایک اندازہ مقرر کر دیا ہے۔ (سورۂ طلاق)

علامہ سید سلیمان ندویؒ نے توکل کی تشریح کرتے ہوئے مزید لکھا ہے۔

"اوپر کی تفصیلوں سے ہویدا ہے کہ توکل جس قلبی یقین کا نام ہے اسی کے قریب قریب آجکل کے اخلاقیات میں "خود اعتمادی" کا لفظ بولا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ کامیاب افراد وہی ہوتے ہیں جن میں یہ جوہر پایا جاتا ہے (سیرۃ النبی ج۵ ص۲۴۶)

حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک ہی سواری پر بیٹھا ہوا تھا کہ آپ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"اے لڑکے! تو اللہ تعالیٰ کا خیال رکھ (اور اس سے غافل نہ ہو) اللہ تعالیٰ تیرا خیال فرمائے گا۔ تو اللہ کو یاد رکھ، تو اس کو اپنے سامنے پائے گا اور جب تو کوئی چیز مانگنا چاہے تو بس اللہ ہی سے مانگ اور جب تو کسی مدد کا محتاج ہو تو اللہ ہی سے مدد طلب کر اور اچھی طرح جان لے کہ اگر ساری انسانی برادری بھی باہم متفق ہو کر چاہے کہ تجھے کسی شئے سے فائدہ پہونچائے تو صرف اسی شئے سے تجھے فائدہ پہونچا سکے گی جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے مقدر کر دی ہے، اور اسی طرح اگر ساری انسانی برادری جمع ہو کر تجھے کسی چیز سے نقصان پہنچانا چاہے تو صرف اسی چیز سے نقصان پہنچا سکے گی جس سے نقصان پہونچنا اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے مقدر کر دیا ہے، قلم اٹھ چکے اور صحیفے خشک ہو چکے (ترمذی)

سیرت ابن ہشام میں ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے جب ایک مرتبہ آپ کے عزیز اور خود چچا ابو طالب نے بھی آپ کو یہ سمجھانے کی کوشش کی آپ اپنا تبلیغ اسلام کا کام چھوڑ دیں تو آپ نے جواب میں فرمایا "عم محترم" میری تنہائی کا خیال نہ کیجئے، حق زیادہ دیر تک تنہا نہیں رہے گا۔ عرب و عجم ایک دن اسی کے ساتھ ہوگا۔

ایک دن کچھ کفار نے حرم میں بیٹھ کر فیصلہ کیا کہ جوں ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم حرم میں قدم رکھیں "نعوذ باللہ" آپ کی بوٹی بوٹی اڑا دی جائے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات سن لی وہ روتی ہوئی آئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تسلی دی اور وضو کے لئے پانی مانگا وضو کر کے آپ بے خطر حرم کی جانب روانہ ہو گئے جب آپ صحن حرم میں پہونچے اور کفار کی نظر آپ پر پڑی تو خود بخود ان کی نگاہیں جھک گئیں

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ غار ثور میں پناہ گزین تھے تو تعاقب کرنے والوں میں سے کچھ لوگ غار کے قریب آ پہونچے، حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دشمن اس قدر قریب ہیں کہ اگر ذرا نیچے جھک کر اپنے پاؤں کی طرف دیکھیں گے تو ہم پر نظر پڑ جائے گی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

آج کے احول میں خود اعتمادی کے ساتھ اسی خدا اعتمادی کی ضرورت ہے اس کے ذریعہ ماحول کی برہمی اور حالات کی سنگینی کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے اور وقت کے طاغوت کو زیر کیا جا سکتا ہے۔

غزنی کے حکمراں سبکتگین کی وفات کے بعد محمود نے غزنی کی سلطنت کا بار اٹھایا۔ ابھی یہ نو آموز بادشاہ باپ کی وفات کی وجہ سے دلگیر اور رنجور تھا کہ اچانک خبر ملی کہ پنجاب کا مہاراجہ جے پال (جو اس کے باپ سبکتگین کے عہد سلطانی میں بھی دو بار غزنی پر حملہ کر چکا تھا) غزنی کی طرف ڈیڑھ لاکھ پیادہ اور تین سو ہاتھیوں کی ٹڈی دل فوج کے ساتھ کوچ کرنے جا رہا ہے۔ محمود ابھی نظم سلطنت سے فارغ بھی نہیں ہوا تھا کہ اس بلائے ناگہانی کی اطلاع ملی۔ لیکن وہ اللہ کا بندہ بجائے ہراساں ہونے کے صرف دس ہزار فوج لیکر جے پال کے مقابلہ کے لئے نکل کھڑا ہوتا ہے، محمود، جے پال کی فوج کی کثرت تعداد سے قطعاً مرعوب نہ ہوا۔ لڑائی شروع ہوئی دونوں فوجوں میں کوئی تناسب نہیں تھا۔ ایک طرف زبردست فوج کا دستہ اور دوسری طرف مٹھی بھر جانباز۔ ایک طرف انتہائی حریص و غاصب بادشاہ جے پال، دوسری طرف ایک کم سن بالکل نیا سلطان جو خود سالار کارواں ہے، جہاد کے جذبہ سے سرشار اللہ کی ذات پر کامل اعتماد کے ساتھ آگے بڑھتا ہے۔ اور جے پال کی فوج کے کشتے کے پشتے لگا دیتا ہے، پیشاور کے میدان میں ۵ ہزار لاشیں چھوڑ کر جے پال کی فوج بھاگ کھڑی ہوئی، جے پال گرفتار ہوا۔ اسکی شکست کا یہ معرکہ اپنی مثال نہیں رکھتا۔ آٹھ ماہ غزنی میں رکھنے کے بعد محمود نے جے پال کو رہا کر دیا، جے پال اس شکست سے اس قدر

باقی ص ۲۵ پر

# سلطان محمود غزنوی
# شیخ ابوالحسن خرقانی کی خدمت میں

محمود حسن حسنی ندوی

شیخ خرقانی بڑے درجہ کے بزرگ گذرے ہیں ان کے مقام عالی کا کچھ اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ بوعلی سینا جیسا پایہ کا شخص ان کی خدمت میں نیاز مندانہ حاضری کو اپنے لئے عین سعادت سمجھتا تھا۔ شیخ کبیر ابوسعید ابوالخیر اور امام ابوالقاسم قشیری ان کے یہاں خادمانہ حاضری دیتے تھے۔ شیخ ابوالقاسم گرگانی ان کے ارادتمندوں میں تھے۔

مختصر یہ کہ خرقانی الوطن یہ بزرگ اکابر مشائخ نقشبندیہ میں سے ایک ہیں۔ خرقان میں سنہ ۳۵۱ھ کو پیدا ہوئے، یہ وہی خرقان ہے جو بسطام کے پہاڑوں میں ایک بستی ہے اور استرآباد کے راستہ میں واقع ہے۔ ایک بڑے ہی عالی مرتبت بزرگ شیخ بایزید بسطامی کا خرقان سے گذر ہوا تو وہ جاتے جاتے رک گئے، سبب پوچھنے پر فرمایا کہ مجھے یہاں ایک مرد خدا کی خوشبو محسوس ہوتی۔ ان دونوں بزرگوں کا زمانہ الگ الگ ہے۔ لیکن شیخ خرقانی کا شیخ بسطامی کی روحانیت سے مستفیض ہونا کتابوں میں مذکور ہے وفات منگل ۱۰ محرم سنہ ۴۲۵ھ کو پائی ــــ ابوالحسن علی نام ہے احمد والد کا نام، خرقان وطن کا نام ہے۔

سلطان محمود غزنوی کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ فاتح ہند، ہندوستان میں شوکتِ اسلام کی علامت، صاحب سطوت و جبروت سلطان غزنی کا رہنے والا تھا جو افغانستان کا مشہور علاقہ ہے۔

"تاریخ فرشتہ" میں ہے کہ کسی اہم مہم پر سلطان روانہ ہوا۔ خراسان پہونچنے پر اس کے دل میں مرجع خاص و عام بزرگ شیخ ابوالحسن خرقانی کی زیارت کا خیال موجزن ہوا، مگر دوسرا خیال حاضری کے شوق وداعیہ پر غالب آیا وہ یہ تھا کہ ہم یہاں کسی دوسرے ارادہ سے آئے ہیں، ایسے ارادہ و نیت سے جس میں ملکی سیاست کو دخل ہے اس لئے اس وقت ان کی خدمت میں حاضری خلاف ادب ہے، چنانچہ سلطان دوسرے امور کو سر کرنے کے بعد غزنی واپس چلا گیا۔ چلا تو وہ گیا لیکن جلد ہی عازم خراسان اس نیت سے ہوا کہ شیخ خرقانی کی خدمت میں حاضری دی جائے گی اور ان کی خدمت میں وقت گذار لیا جائے گا۔ اس کے لئے سلطان نے پورا اہتمام کیا اور اس کا خیال رکھا کہ نیت خالص رہے۔

سلطان نے شیخ وقت کی خدمت میں باادب حاضری دی تمام قدروں کا خیال رکھا اور ان سے صحیح استفادہ کیا، نصیحت چاہی پھر دعا کے لئے کہا۔ شیخ نے فرمایا کہ میرا تو پانچوں نمازوں کے بعد دعا میں یہ معمول ہے کہ عرض کرتا ہوں "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ" سلطان نے عرض کیا کہ حضرت! یہ تو عمومی دعا ہے، خصوصی دعا کی درخواست ہے۔ شیخ نے فرمایا: جا تیری عاقبت محمود ہو۔

شیخ کا یہ فرمانا تھا کہ سلطان کی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا۔ اس کا آنا وصول ہو گیا۔ اس کے سفر کی ساری تکان کافور ہو گئی۔ اشرفیوں (روپیوں) کا توڑا لیا اور شیخ کو پیش کیا۔

جواب میں شیخ نے سلطان کے سامنے جو کی سوکھی روٹی رکھی سلطان نے منھ میں لی، مگر حلق سے نہ نگلی جاتی تھی۔

شیخ دیکھتے رہے پھر فرمایا کہ کیا یہ روٹی گلے میں اٹک رہی ہے، سلطان نے عرض کیا کہ جی! انگلنا اس کا دشوار ہے۔

شیخ نے فرمایا کہ: جس طرح یہ روٹی تمہارے گلے سے نہیں اتر پا رہی ہے اسی طرح تمہارا یہ اشرفیوں کا توڑا ہمارے گلہ سے نہیں اتر رہا ہے۔ ہمارے سامنے سے لے جاؤ۔

سلطان نے اٹھتے اٹھتے تبرک چاہا۔

شیخ نے اپنا خرقہ دے ڈالا۔

سلطان نے اب جانے کی اجازت چاہی، تو شیخ نے اعزاز و اکرام کے ساتھ انھیں رخصت کیا۔

سلطان کو حیرت ہوئی کہ یہی بزرگ کہ جنہوں نے شروع میں میری کوئی پرواہ نہیں کی اب اتنا خیال فرما رہے ہیں، سلطان سے رہا نہیں گیا عرض کیا کہ حضرت! پہلے آپ نے بڑی بے اعتنائی برتی۔ اب اتنا خیال فرما رہے ہیں؟

شیخ نے فرمایا: جب تم آئے تھے تو اس وقت تمہارے اندر سلطوت کا غرور تھا اور تم جا اس حال میں رہے ہو کہ تمہارے اندر

(باقی صفحہ ۲۴ پر)





# سنہرے اقوال

مرتب: ● صوفی عبدالرحمن صاحب (ممبئی)

- اصلاح نفس فرض ہے۔
- بیعت سنت ہے۔
- اطلاع واتباع میں کامیابی ہے۔
- کمال استاد کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔
- کامل کی صحبت کے بغیر کوئی کامل نہیں بن سکتا۔
- اولیاء کے قلوب خدا کے نور سے روشن ہیں۔
- شیخ کی دعا فضل الٰہی کی علامت ہے۔
- سکوت کا ثمرہ نجات ہے۔
- زیادہ بات نہ کرے۔
- مجاہدہ کی حقیقت نفس کی مخالفت۔
- مجاہدہ کی مشق قائم رکھے۔
- مجاہدہ کی ضرورت ہمیشہ رہتی ہے۔
- پورا کھائے، پورا سوئے کم لے، کم بولے۔
- ہمیشہ خیال رکھے، میرا اللہ مجھ سے راضی، حبیب خدا مجھ سے راضی، میرا شیخ مجھ سے راضی، کبھی تنزل نہ ہوگا۔
- زندگی گزارنے کے دو اصول صبر و شکر ہے۔
- ہزاروں اہل بصیرت کا تجربہ ہے تعلقات اور دوستیاں بڑھانے میں نقصان ہے۔
- خلوت کو محبوب رکھو۔
- ماموارت کا اہتمام، منہیات سے اجتناب معمولات کی پابندی، علامتِ ترقی ہے۔
- ہمیشہ بڑی عمر والوں کے پاس بیٹھو۔
- اخلاق حسنہ خدائی ہتھیار ہیں۔
- جائز دنیاوی امور میں قناعت کو غالب رکھو،
- تبلیغ و تعلیم و تدریس کے حریص رہو۔
- توبہ کی حقیقت ندامت ہے۔
- ذکر الٰہی بہ نیت محبتِ الٰہی ہو۔
- دنیا میں رہ کر آخرت کی رغبت ہو۔
- صرف اللہ سے مانگو اور اللہ ہی سے مدد چاہو۔
- فنائے عالم کا مراقبہ کیا کرو، قناعت حاصل ہوگی۔
- صبر کی ضرورت ہر عمل میں ہے۔
- شکر فرض ہے۔
- شکر سے صبر آسان ہوجاتا ہے۔
- حقیقی صبر یہ ہے کہ گناہ نہ کرے۔
- حقیقی شکر یہ ہے کہ کسی نعمت کا اپنے کو حقدار نہ سمجھے۔
- شاکر متواضع ہوتا ہے۔
- صابر متوکل ہوتا ہے۔
- ایمان کا خلاصہ کمالِ تقویٰ۔
- درود و سلام کی خاصیت اتباعِ سُنّت
- اتباع سنت کی تاثیر شفاعتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
- حبِّ صحابہ کا جوہر کمال ہدایت۔
- اولیاء کی محبت محبتِ الٰہی کا وسیلہ ہے۔
- اولیاء کا محبوب مقرب خدا ہے۔
- فیصلۂ خداوندی پر دل سے راضی رہنا مقام رضا ہے۔
- نفس کی مخالفت کثرتِ ذکر طریق فنا ہے۔
- اخلاق حمیدہ میں ملکہ ہوجانا بقاء ہے۔
- اتفاق بین المسلمین کیلئے جھوٹ کا سہارا لینا پسندیدہ ہے۔
- خدا پسندی خود پسندی کا علاج ہے۔
- متکبرین سے تکبر برتنا عجز و نیاز ہے۔
- بدعتی کی تعظیم سے بچو ورنہ دین کی بڑائی دل سے نکل جائے گی۔
- کینہ انسان کو بے نور کر دیتا ہے۔
- نیکی کا تقاضا الہام ہے۔ ● ولی بننا فرض ہے۔
- ولایت کے آثار میں ہے دوام طاعت، کثرتِ ذکر بار بار دل ہی دل میں اللہ کا دھیان رہنا۔
- زبان درازی علامت محرومی ہے
- شیخ کی سب باتیں مرید پسند کرے علامت مناسبت کی ہے۔
- ہر غیر اختیاری پریشانی تعلق مع اللہ کا سبب ہے
- مواعظ ملفوظات کے مطالعے کو مثل مجلسِ شیخ سمجھے۔
- جان پہچان والوں سے بکثرت وقت ضائع ہوتا ہے۔
- پہلا قدم اخلاص آخری قدم احسان ہے۔
- حسن ظن رکھنے کیلئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔
- کام کرنے والوں کے لئے سب موسم برابر ہیں سست کے لئے ہر موسم مانع بن جاتا ہے۔
- مدرسہ میں حقیقی طالب علم دو چار ہی ہوتے ہیں۔
- بے تکلفی اتنی ہو کہ بس بے ادبی نہ ہو۔
- کسی کام کو جب صحیح طریقہ سے کیا جائے گا تو نفع ضرور ہوگا۔
- عبادت میں جی لگے تو غذا ہے اگر جی نہ لگے تو دوا ہے۔
- جو بھی سفر ہو عبرت کی نظر سے ہو۔
- کلام میں مخاطب کی رعایت ضروری ہے۔
- وہ آدمی ہی کیا جس میں خدمت کا جذبہ نہ ہو۔
- وہ ولی نہیں جو نبیؐ کے طریقہ پر نہیں۔
- ہر چیز میں نظم کی ضرورت ہے۔
- ہر مہتمم کو فکرمند اور محنتی ہونا چاہئے۔
- شیخ کو کبھی اپنی اصلاح سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔
- ترقی درجات کا مدار اعمال پر ہے۔
- تصوف یہ ہے کہ فرائض کو نوافل پر مقدم رکھا جائے۔
- بازار سے بے زار رہنا چاہئے۔
- مشائخ کو اپنا بچپن بھی یاد رکھنا چاہئے۔
- اعتراض کا منشا جہالت ہے۔
- محبت کیلئے دیکھنا ضروری نہیں دھیان ضروری ہے۔

• غیر اختیاری خیالات سے بے خیال ہوجانا بہت سی پریشانیوں کا علاج ہے۔

• علماء کو عوامی جھگڑوں کا ثالث نہیں بننا چاہیئے۔

• کسی کا عیب کھولنا یا تلاش کرنا بدترین خصلت ہے۔

• بدگمانی تمام عیوب کی جڑ ہے۔

• سالک اگر میل ملاقات سے نہیں بچتا تو سلوک طے ہونا مشکل ہے • ہمت پر مدد ہوتی ہے۔

• جیسی جیسی ہمت ویسی ویسی مدد۔

• ہمت موعود ہے ہمت مرداں مدد خدا۔

• اپنے متعلقین کی نگرانی کرتے رہنا چاہیئے۔

• شیخ وہ ہے جو اپنے متعلقین کی ناشائستہ حرکت پر روک ٹوک کرے۔

• لالچی آدمی ہمیشہ ذلیل ہوتا ہے۔

• آجکل سب سے زیادہ خطرناک لڑکوں کا لڑکوں کے پاس اٹھنا بیٹھنا اور میل جول ہے، اس سے بہت سے نوجوان تباہ ہوگئے۔

• ہمت بلند رکھنے سے بہت سی مشکلات آسان ہوجاتی ہیں۔

• تحقیق سے کام لیا جائے تو جھگڑے کی نوبت بہت کم آئے۔

• اجتماعیت کے ساتھ کچھ کام کرنے کا دور نہیں بس اب تو انفرادی طریقے سے جو خدمت ہوتی رہے کرتے رہنا چاہیئے۔

• جو شخص حلیم نہیں وہ ذلیل ہے۔

طبیعت میں شفقت غالب رکھو۔

• بات بات پر برا مت مانو۔

• نسبت پر شکر کرو، نسبت میں ترقی کی دعا کرتے رہو۔

• دعا مانگنے والا محروم نہیں رہتا۔

• ڈرنے والے کی حفاظت کی جاتی ہے۔

• اکثر درگذر کرنے کے عادی رہو۔

• اخلاص واحسان کی بار بار تجدید ذریعہ ترقی ہے۔

• قلب اللہ کی زمین ہے لاالٰہ الا اللہ تخم ہے

اس ایمانی بیج کو بونے کے بعد اس کی آبیاری اعمال صالحہ سے کرنا ہوگی۔

• طریقت ان طریقوں کا نام ہے جو شریعت کے ذریعے بندے کو خالق سے جوڑدیں۔

• اپنے نفس کو مشغول رکھو قبل اس کے کہ وہ تمہیں اپنے شغل میں لگائے۔

• اشاعت دین سے نصرت ہوگی۔

• ذکر اللہ سے معیت نصیب ہوگی۔

• قلب میں علماء کی عظمت بہت زیادہ ہو۔

• تبلیغ کا کام کرنے والوں پر طعن وتشنیع واعتراض نہ ہو۔

• علماء کی دینی خدمات کو سب سے اعلیٰ وافضل سمجھو

• ہروقت یہ خیال رکھو کہ میرا اللہ مجھے بہت محبت سے دیکھ رہا ہے۔

• تمام ترقیاں اس پر موقوف ہیں کہ شریعت پر ثابت قدم رہے۔

• رضا مرتب ہوتی ہے اتباع شریعت ہے۔

• اپنے کو کچھ نہ سمجھنا سلوک کا پہلا قدم ہے

• سنت کی مخالفت سے باز رہو۔

• بات بنا یا مت کرو اس سے تکلیف پہنچتی ہے۔

• زیادہ کھانا زیادہ طاقت پیدا نہیں کرتا۔

• نیک صحبت جڑ ہے تمام دین کی، دین کی حقیقت، دین کی حلاوت، دین کی قوت کے جتنے ذریعے ہیں سب سے بڑھ کر ذریعہ ان چیزوں کا صحبت نیک ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

### دعائے مغفرت

دارالعلوم ندوۃ العلماء میں درجہ عالیہ رابعہ شریعہ کے طالب علم سید محمد شارق کی دادی (اہلیہ سید مختار الامین صاحب) کا ۵ر جولائی ۲۰۰۱ء کو حسین آباد مظفر نگر میں انتقال ہوگیا
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ؏
قارئین کرام سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

### رقم روانہ کرتے وقت توجہ دیں

خط وکتابت اور منی آرڈر کرتے وقت کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور تحریر کریں، بڑے شہروں سے عموماً منی آرڈر ٹیلی پرنٹر کے ذریعہ آتے ہیں جن کے کوپن بالکل سادے ہوتے ہیں دراصل ہمارے خریدار یہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح کے منی آرڈر کے (پیغام سلپ) کوپن پر کچھ لکھنا ممکن نہیں، یہ غلط فہمی ہے بلکہ آپ ان سے کہیں کہ کوپن پر ہمارا خریداری نمبر اور مکمل نام اور پتہ تحریر کردیجئے تو ڈاکخانہ کا عملہ ضرور تحریر کرے گا۔ (ادارہ)

(بقیہ)
### سلطان محمود غزنوی

تواضع وانکساری ہے۔

سلطان کو شیخ وقت کی یہ چند ساعتیں میسر آئیں اور وہ ان کا ایسا گرویدہ ہوا کہ ان کے عطا کردہ خرقہ کی ایسی حفاظت کی کہ اہم ترین معرکوں میں بھی خواہ سومنات کی لڑائی ہو اسے اپنے ساتھ رکھے رہا اللہ تعالیٰ نے اس کے اس تعلق اور تواضع کو قبول کیا اور اس کے ذریعہ عظیم فتوحات عطا فرمائیں ایک دن سلطان نے شیخ خرقانی کو خواب میں دیکھا کہ تم اگر فتح کی جگہ غیر مسلموں کے اسلام لانے کی دعا کرتے تو وہ بھی قبول ہوتی۔

یہ ہے وہ عظیم فاتح اور مثالی سلطان جسے محمود غزنوی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ ان دونوں شیخ ومرید کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور ان کے آثار کو باقی رکھے۔ اور مفید بنائے۔





# سوال وجواب

محمد طارق ندوی

س:۔ نفل نماز اور نماز سنت غیر مؤکدہ میں کیا فرق ہے؟

ج:۔ نفل نماز اور نماز سنت غیر مؤکدہ تقریباً ایک ہیں البتہ اتنا فرق ضرور ہے کہ سنن غیر مؤکدہ منقول ہیں لہٰذا ان کا درجہ کچھ بڑھا ہوا ہے۔ اور دوسرے نوافل منقول نہیں ہیں اس لئے ان کا درجہ عام نفلی عبادت کا ہے۔

س:۔ کیا فجر کی سنتوں سے قبل کوئی اور نماز پڑھ سکتے ہیں؟

ج:۔ ہاں! سنت فجر سے قبل سجدۂ تلاوت کرسکتے ہیں اور قضا نمازیں بھی پڑھ سکتے ہیں۔

س:۔ تہجد کی نماز میں کون سی سورتیں پڑھنا چاہیئے؟

ج:۔ جو سورتیں یاد ہوں پڑھ لیا کریں کسی سورۃ کی تخصیص نہیں ہے۔

س:۔ میں ایک لائبریری چلا رہا ہوں۔ اس کے لئے ایک ملازم رکھنا ہے کیا اس کو زکوٰۃ کی رقم سے تنخواہ دے سکتے ہیں؟

ج:۔ نہیں! زکوٰۃ کی رقم سے ملازم کو تنخواہ نہیں دی جاسکتی ہے، زکوٰۃ کی ادائیگی کیلئے یہ لازم ہے کہ مستحق زکوٰۃ کو بلا عوض مالک بنایا جائے۔

س:۔ لائبریری میں بجلی کا خرچ یا جنریٹر کا خرچ زکوٰۃ کی رقم سے دے سکتے ہیں؟

ج:۔ نہیں! مذکورہ امور میں زکوٰۃ کی رقم نہیں صرف کی جاسکتی ہے۔

س:۔ لائبریری کیلئے لیٹرین تعمیر کرنا ہے کیا اپنے بینک کے سود سے اسے تعمیر کرسکتے ہیں؟

ج:۔ نہیں! تعمیر نہیں کرسکتے ہیں صرف فقراء کو بلانیت ثواب دے سکتے ہیں۔

س:۔ کیا رات کو سوتے وقت وضو کرنا افضل ہے؟

ج:۔ ہاں افضل ہے۔

س:۔ کیا بے نمازی کو مسجد کمیٹی کا صدر بنایا جاسکتا ہے؟

ج:۔ بے نمازی کو مسجد کمیٹی کا صدر نہیں بنانا چاہیئے۔

س:۔ بہت سی مساجد میں نماز کے بعد سوال کرنے والے اپنی مجبوریاں بتاتے ہیں۔ اور دست سوال دراز کرتے ہیں اسی طرح مساجد میں اپنے لئے سوال کرنا اور نمازیوں کا ان کی مدد کرنا کہاں تک درست ہے؟

ج:۔ مسجد میں بھیک مانگنا ممنوع ہے ایسے لوگوں کو مسجد سے باہر کھڑے ہونا چاہیئے اور مسجد میں مانگنے والوں کو دینا بھی نہیں چاہیئے۔

س:۔ کیا نماز جنازہ کا اعلان مسجد کے لاؤڈاسپیکر پر کرنا جائز ہے؟

ج:۔ نماز جنازہ کا اعلان نمازیوں کی اطلاع کیلئے صحیح ہے۔

(بقیہ)
### خود اعتمادی یا خدا اعتمادی

دلگیر ہوا کہ زندگی پر موت کو ترجیح دی، آگ کا الاؤ تیار کیا اپنی ساری ذمہ داریاں اپنے بیٹے آنند پال کو سونپ دیں اور خود آگ میں جل کر مرگیا۔ یہ معرکہ ۵ر اگست ۱۰۰۱ء میں پیش آیا۔

یہ سحر جو کبھی فردا ہے کبھی ہے امروز
نہیں معلوم کہ ہوتی ہے کہاں سے پیدا
وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستان وجود
ہوتی ہے بندۂ مؤمن کی اذاں سے پیدا

(بقیہ)
### حدیث دل ہے اسے گوش دل سے سنیئے

وہ چیز ہے کہ اس کا سفینہ ڈوب ڈوب کر ابھرتا ہے۔ اور عدم اخلاص کا سفینہ ساحل سے ہمکنار ہوکر ڈوب جاتا ہے۔

اس سمع خراشی کے بعد سلسلۂ کلام ختم کرتا ہوں کہ۔

"عقلمند را اشارہ کافی است"

خدا آپ کی کشتی حیات کو سلامت رکھے اور ایمان واحتساب کا فہم وادراک بخشے۔

### دعائے مغفرت

دارالعلوم ندوۃ العلماء میں شعبہ حفظ کے استاد حافظ عبدالتواب صاحب کے والد ماجد کا ۲۰ر جون ۲۰۰۱ء کو طویل علالت کے بعد انتقال ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن
اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔
قارئین کرام سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے

"حمد" **احسان تیرے سب پر تیرے کرم نرالے** • مجیب بستوی

اے رب ہر دو عالم دونوں جہان والے
احسان تیرے سب پر تیرے کرم نرالے

دونوں جہاں میں تیری پھیلی ہوئی ضیاء ہے — اے مالکِ دو عالم میں عبد تو خدا ہے
کن کہہ دیا جو تونے ہر کام ہو گیا ہے — ہر کام میں خدایا تیرا ہی آسرا ہے
ناقص مری سمجھ ہے میرے عمل ہیں کالے
احسان تیرے سب پر تیرے کرم نرالے

رحمت سے اپنی تونے سارا جہاں بنایا — سارے جہاں کو تونے مخلوق سے سجایا
تیری نشانیوں کو ہر ہر قدم پہ پایا — تیرا کرم ہی میری ہستی میں رنگ لایا
تونے نظام عالم کچھ اس طرح سنبھالے
احسان تیرے سب پر تیرے کرم نرالے

بے عیب ذات تیری ہر عیب میرے اندر — تو ہے عطا سراپا میں ہوں خطا کا پیکر
بندہ نواز تو ہے، تو ہے غریب پرور — پھیلائے ہاتھ اپنے آیا ہوں تیرے در پر
میری سیاہ کاری مولا مرے چھپالے
احسان تیرے سب پر تیرے کرم نرالے

تیری عنایتوں میں کونین کی ہے وسعت — میرے گنہ سے زیادہ یارب ہے تیری رحمت
سارے جہاں پہ ہر سو چھائی ہوئی ہے ظلمت — روشن ہو میرے مولا شمعِ رہِ ہدایت
مٹ جائیں سب اندھیرے آجائیں اب اُجالے
احسان تیرے سب پر تیرے کرم نرالے

ہر راہ پُر خطر ہے، منزل ہر ایک مشکل — راہِ خلوص میں ہے مکر و فریب شامل
ساحل بنا ہے طوفاں، طوفاں بنا ہے ساحل — بس ہے ترے کرم پر میرے سفر کی منزل
مل جائے تیری نصرت ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے
احسان تیرے سب پر تیرے کرم نرالے

دنیا کے سب حوادث میری حیات میں ہیں — نفرت کے کچھ شرارے ہر ایک ذات میں ہیں
بغض و عناد پنہاں اب بات بات میں ہیں — دھوکہ فریب مضمر اچھے صفات میں ہیں
ٹلتی نہیں مصیبت تیرے بغیر ٹالے
احسان تیرے سب پر تیرے کرم نرالے

رب کریم میری تو بخش دے خطائیں — میری خطا پہ تیرے رحم و کرم نہ جائیں
یہ ہاتھ جو ہیں پھیلے محروم رہ نہ جائیں — حق لے کے یہ میرے نکلے، تو لے مری دعائیں
تیری رضا کو یارب تیرا مجیب پالے
احسان تیرے سب پر تیرے کرم نرالے

(بقیہ)
**مطالعہ کی میز پر**

امراضِ قلب، ہیضہ اور اس قسم کی بہت سی بیماریوں کے لئے نسخے لکھے گئے ہیں۔

حکیم صاحب نے نوجوان عورتوں اور مردوں کے لئے شادی سے پہلے اور شادی کے بعد لاحق ہونے والے پوشیدہ امراض کی نشاندہی کر کے ان کا مناسب اور آسان علاج بتایا ہے۔ اسی طرح بچوں اور بوڑھوں کو جو عام طور پر بیماریاں ہو جاتی ہیں۔ ان کے لئے بھی ہدایات لکھی ہیں۔ اس طرح بچے بوڑھے، جوان، مرد، عورت سبھی کے لئے کتاب بہت مفید بن گئی ہے، جس سے ہر ایک استفادہ کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ صاحبِ کتاب کی کاوش کو قبول فرمائے اور لوگوں کے لئے مفید بنائے۔

(بقیہ)
**سنبھل اور حسن پور میں خطاب**

رہے نہیں لیکن ان کے بھائی اور بیٹوں نے بڑے ہی تعلق و محبت کا ثبوت دیا۔ عزیز الٰہی صاحب دارالعلوم ندوۃ العلماء میں انگریزی کے استاد بھی رہ چکے ہیں۔ انھیں حضرت مولانا علیہ الرحمہ سے ایسا تعلق تھا کہ جب بھی ذکر آتا بس آنسو رواں ہو جاتے، بڑے ذی وجاہت ذی حیثیت شخص تھے اور مزاج و طبیعت خالص دینی تھی۔

گجرولہ ہاپوڑ سے گزرتے ہوئے حضرت مولانا سید محمود واضح رشید ندوی، حاجی عبد الرزاق اور راقم سطور پر مشتمل ہے یہ قافلہ دہلی پہونچا جہاں سے حضرت مولانا اپنے رفقاء کے ساتھ شام کو کرناٹک تشریف لے گئے۔

میسر ہو اگر ایمان کامل
کہاں کی الجھنیں، کیسے مسائل





## سنبھل اور حسن پور میں

# حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کی آمد اور خطاب

• سیّد محمود حسن حسنی ندوی

دارالعلوم ندوۃ العلماء سے ملحق مدارس میں ایک ممتاز ادارہ مدرسہ مدینۃ العلوم بھی ہے جو سنبھل میں واقع ہے، سنبھل مرادآباد کا ایک معروف مردم خیز خطہ ہے، دارالعلوم ندوۃ العلماء میں۔ اس وقت اس خطّہ کے تین اہم اساتذہ کے ذمہ تفسیر و حدیث کا درس ہے، مولانا برہان الدین سنبھلی، مولانا محمد عارف ندوی اور مولانا محمد زکریا ندوی دام ظلہم حضرت مولانا محمد منظور نعمانی علیہ الرحمہ کا سفر بھی اسی منطقہ سے شروع ہوا تھا۔ اور وہ بریلی ہوتے ہوئے لکھنؤ پہونچے تھے جہاں اب وہ ابدی نیند سو رہے ہیں، یہ مدینۃ العلوم انجمن معاون الاسلام سنبھل کے زیر انتظام ادارہ ہے۔ اس ادارے سے منسلک حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحبؒ اور ان کے خاندان کے افراد ابتداء سے رہے ہیں، حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء کو بحیثیت سرپرست کے دعوت دی گئی اور وہ تشریف لے گئے، ۹ رجون کو صبح مرادآباد پہونچے جہاں ان کا پُرتپاک خیر مقدم کیا گیا۔ داعی مولانا عبد المومن ندوی صاحب تھے۔ جو کہ اس ادارہ کے مہتمم اور بزرگ عالم دین مولانا محمد منظور نعمانی علیہ الرحمہ کے برادر زادہ ہیں، طلباء کا پروگرام الگ ہوا۔ اور عربی پروگرام الگ، لوگوں نے دلچسپی لی اور اچھی تعداد میں شرکت کی، حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے طلباء کے جلسہ کو خطاب کرتے ہوئے علم دین کی اہمیت باور کراتے ہوئے دو بڑے خادمین دین حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اور حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ کی علمی دینی، تبلیغی اور تعلیمی خدمات سے واقف کرایا اور محنت و ہمت سے کام لینے کو کہا، انھوں نے کہا کہ مولانا محمد منظور نعمانی صاحب اور مولانا علی میاں رحمہما اللہ بھی آپ ہی جیسے عالم تھے بس یہ کہ انھوں نے محنت اور ہمّت سے کام لیا۔ اور اپنے سامنے صحیح اور نیک مقصد رکھا اور پھر اس سلسلہ میں انھوں نے قربانیاں دیں جس سے وہ آگے بڑھتے چلے گئے۔ مولانا نے طلباء سے اچھی توقعات قائم رکھتے ہوئے کہا کہ امید ہے کہ آپ صرف دین و علم سیکھنے پر ہی اکتفاء نہیں کریں گے بلکہ دوسروں تک بھی دین پہونچانے کا کام کریں گے۔

مغرب بعد عوامی جلسہ کو خطاب کرتے ہوئے ان خطرات سے آگاہ کیا جو تہذیب و تعلیم کے راستہ سے نئی نسل کے سامنے ہیں، انھوں نے جگہ جگہ دینی مکاتب کے قیام کی طرف توجہ دلائی اور معاشرہ کو ان برائیوں سے پاک کرنے کو کہا جس سے اسلام اور مسلمانوں کی غلط تصویر برادرانِ وطن کے سامنے آرہی ہے مولانا کے بیان سے پہلے مولانا محمد زکریا ندوی سنبھلی نے مولانا مدظلہ کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ یہاں دو سال قبل حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے تشریف لانے کا وعدہ فرمایا تھا لیکن وہ اپنی علالت کی وجہ سے تشریف نہ لاسکے لیکن آج وہ بزرگ ہمارے سامنے ہیں جو ان کے نسباً علماً فکراً خلقاً ہر اعتبار سے صحیح جانشین ہیں۔

جلسہ کو مولانا محمد خالد ندوی غازی پوری استاد دارالعلوم ندوۃ العلماء نے بھی خطاب کیا۔ پروگرام سے پہلے عصر بعد چند کیلو میٹر کے فاصلہ پر سکندر پور اور پھر مینی پور بھی حضرت ناظم صاحب تشریف لے گئے وہاں خطاب بھی فرمایا۔ اور مسجد و مدرسہ کا سنگ بنیاد بھی رکھا۔

اتوار کو دہلی جاتے ہوئے حسن پور میں کچھ دیر وقوف کیا، مفتی خورشید صاحب نے حضرت سیّد احمد شہید قدس سرہٗ اور ان کے بعد حضرت مولانا علی میاں صاحبؒ سے اس علاقہ کے تعلق کا ذکر کرتے ہوئے حضرت ناظم مدظلہ کا استقبال کیا، اور ان سے خطاب کی درخواست کی۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ جہاں سکینت نازل ہوتی ہے وہاں ایک قسم کا نور ہوتا ہے۔ اسی لئے جہاں اہل اللہ کے قدم پڑ جاتے ہیں وہ اپنا اثر چھوڑتے ہیں۔ تو اسی طرح جس جگہ اللہ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے اور دین کا مذاکرہ ہوتا ہے وہ جگہ نورانی ہو جاتی ہے۔ اس لئے ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ ہماری جگہیں نورانی ہوں۔ اس لئے کہ جہاں نور ہو گا وہاں سے ظلمت کافور ہو گی۔

مولانا مدظلہٗ حضرت مولانا علی میاں نور اللہ مرقدہ کے ایک مخلص محب و رفیق جناب عزیز الٰہی صاحب کے یہاں بھی گئے۔ وہ نو

(باقی ص ۲۶ پر)

# مختصر عالمی خبریں

معید اشرف ندوی

● اسپین جسے اندلس اور ہسپانیہ بھی کہتے ہیں سقوط اندلس ایسا حادثہ تھا جسے امت اسلامیہ کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ یہاں مسلمانوں نے تقریباً ۸ سو سال حکومت کی تھی بالآخر ۱۵۲۲ء میں اسپین سے مسلمانوں کا مکمل صفایا کر دیا گیا۔

تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ آج دنیا بھر میں پائی جانے والی اسلامی بیداری کے اثرات اسپین میں نظر آرہے ہیں۔ اور وہاں کے مسلمان روشن مستقبل کی طرف پیش قدمی کر رہے ہیں۔

ایک اخباری اطلاع کے مطابق ۱۹۷۵ء تک سو فیصد کیتھولک عیسائی آبادی والے اسپین میں اب مسلمانوں کی تعداد پانچ لاکھ سے تجاوز کر گئی ہے۔ حال ہی میں سعودی عرب کے شاہی خاندان نے مسلمانوں کے لئے ایک کالج اور مسجد کنگ عبد العزیز تعمیر کرائی ہے۔ رپورٹ کے مطابق اسپین کی تمام مساجد اور مدارس جو گرجا گھروں میں تبدیل کر دیئے گئے تھے، اب دوبارہ وہ مساجد میں تبدیل ہو رہے ہیں اور ان کی جدید تعمیر ہو رہی ہے۔

● امریکی سینیٹ کی خارجہ تعلقات کمیٹی کے چیرمین نے سلامتی کونسل سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ ایک ارب ڈالر مالیت سے زائد کے واجبات ادا نہیں کر سکتا بلکہ خود کو اقوام متحدہ سے علاحدہ کرلے گا' انھوں نے کہا کہ اقوام متحدہ کو امریکہ سے ایک ارب ڈالر کے واجبات حاصل کرنے کے لئے اپنے نظام میں تبدیلی لانا ہوگی اس کے جواب میں برطانوی نمائندہ نے کہا کہ امریکہ کی جانب سے عالمی ادارے کے واجبات کی عدم ادائیگی کی وجہ سے قیام امن کی بین الاقوامی کوششیں متاثر ہو رہی ہیں، ایسی صورت میں امریکہ جلد از جلد رقم ادا کرے۔

● عرب ممالک نے فلسطینی اتھارٹی کو معاشی بدحالی سے بچانے کے لئے جو حالیہ انتفاضہ اور اسرائیلی مظالم کے باعث دیوالیہ کا شکار ہے ۴۲ کروڑ ڈالر کی ہنگامی امداد دینے کا فیصلہ کیا ہے، قاہرہ میں وزرائے خارجہ کے اجلاس کے دوران عرب ریاستوں نے فیصلہ کیا کہ فلسطینیوں کو القدس فنڈ سے ۶ مہینے تک ہر ماہ ۴۵ کروڑ ڈالر دیئے جائیں جس سے فلسطینی ملازمین کو تنخواہوں کی ادائیگی کے علاوہ دیگر امدادی کارروائیاں بھی عمل میں لائی جائیں گی۔ عرب لیگ کے سکریٹری جنرل عصمت عبد المجید نے اجلاس کے بعد اس فیصلے کی تفصیلات بتائیں ادھر اسرائیل پر فلسطینی علاقوں کی ناکہ بندی کے خاتمے کے لئے دباؤ بڑھتا جا رہا ہے، کیونکہ اس ناکہ بندی کی وجہ سے ایک لاکھ فلسطینی بدترین مصائب کا شکار ہیں۔ یورپی یونین اور امریکہ نے اسرائیل سے ناکہ بندی فوری طور پر ختم کرنے کا مطالبہ کیا۔ یورپی یونین کے حالیہ صدر ملک سویڈن کے وزیر خارجہ نے مقبوضہ بیت المقدس میں اسرائیلی وزیر اعظم ایریل شیرون سے ملاقات کی اور ان پر زور دیا کہ وہ ناکہ بندی ختم کرے کیونکہ فلسطینی معیشت تباہی کے دہانے پر کھڑی ہے، اس ملاقات کے بعد اسرائیل نے اعلان کیا کہ اس نے رملہ میں ناکہ بندی میں نرمی کی ہے اور وہ راستے کھول دیئے ہیں تاہم فلسطینی حکام نے کہا کہ یہ اسرائیل کا نمائشی اقدام ہے کیونکہ مزید ۹۰ سڑکوں کو بند کر دیا گیا ہے۔ ادھر ایریل شیرون نے ایک امریکی جریدے "نیوز ویک" کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ وہ مزید ۱۰ لاکھ یہودیوں کو اسرائیل میں آباد کرنے پر غور کر رہے ہیں۔

مسلماں اس جہاں میں صورتِ خورشید جیتے ہیں
ادھر نکلے اُدھر ڈوبے، اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے

قنوج کے قدیم مشہور و معروف کارخانہ سے تیار کردہ خوشبودار عمدہ و اعلیٰ عطریات "شمامۃ العنبر، عطر گلاب، روح خس، عطر موتیا، عطر حنا، عطر گل، عطر کیوڑہ اس کے علاوہ فرحت بخش، دیرپا خوشبو ہول سیل ریٹ پر ملتے ہیں۔
ایک بار آزما کر خدمت کا موقع دیں۔
فون: ۵-۳۴۴۴۳
محمد یٰسین محمد یامین تاجران عطر
ایکسپورٹر اینڈ امپورٹر۔ قنوج۔ یوپی
آئیڈیل پرفیوم سینٹر (پرائیوٹ لمیٹڈ) قنوج





# مطالعے کی میز

تبصرے کے لئے کتابوں کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے

● محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی

نام کتاب: جگن ناتھ آزاد، فکر و فن
مؤلف: محمد منظور عالم
صفحات: ۲۶۲، سائز ۲۲×۱۸/۸
قیمت: ۲۰۰/= روپئے
ملنے کا پتہ: انجمن ترقی اردو (ہند) اردو گھر راؤز ایونیو نئی دہلی۔

ماہر اقبالیات پروفیسر جگن ناتھ آزاد اردو کے ممتاز شاعر، ادیب اور نقاد ہونے کے ساتھ ساتھ وہ ایک انسانیت دوست، نیک اور ملنسار شخصیت کے مالک ہیں، آزاد کی علمی اور ادبی زندگی میں علامہ اقبال کا عکس مکمل طور پر نظر آتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ان کی علمی اور ادبی کاوشوں اور شاعرانہ لب ولہجہ میں اسلامی اقدار کی قدر دانی کی جھلک بھی پائی جاتی ہے۔"

"بھارت کے مسلماں" نظم میں آزاد کا پیام زمان و مکان کے قیود سے آزاد ہے جس میں انھوں نے مسلمانوں کو ان کا مقام یاد دلا کر قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے کی نصیحت کی ہے اور انھیں ان کے بزرگوں کی میراث کی حفاظت کرنے کی تلقین بھی کی ہے، اس نظم کا ایک بند ملاحظہ فرمائیں۔

قرآن کی تعلیم سے پھر درس بقا لے
پھر روح میں پیغام محمد کو بسا لے
گذرے ہوئے عظمت کے زمانے کو بلا لے
روٹھی ہوئی ایمان کی دولت کو منا لے
ایمان کی دولت کو گنوائے ہوئے انساں
بھارت کے مسلماں، بھارت کے مسلماں

"جگن ناتھ آزاد۔ فکر و فن" دراصل محمد منظور عالم (سنٹرل یونیورسٹی حیدرآباد) کا پی ایچ ڈی کا بڑا تفصیلی مقالہ ہے جو سات ابواب پر مشتمل ہے، پہلے اور دوسرے باب میں پروفیسر آزاد کے حالات زندگی، پیدائش، شجرۂ نسب، آباء و اجداد اور شخصیت و مذہب کا ذکر ہے، تیسرے اور چوتھے باب میں جگن ناتھ آزاد کی شاعری، غزل گوئی، نظم نگاری، فکر اقبال، اقبال کی سوانح نگاری کا تذکرہ ہے، اور آخر کے تینوں ابواب جگن ناتھ آزاد بحیثیت محقق و نقاد، خاکہ نگار، سوانح نگار اور ان کے سفر نامہ پر مشتمل ہیں۔

محمد منظور عالم صاحب نے پروفیسر آزاد کے تمام فکر و فن کا اس مقالے میں جس طرح علمی ادبی، تحقیقی اور تنقیدی جائزہ لیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل علم و نظر کے لئے آزاد کی زندگی، شخصیت اور فکر و فن پر یہ بہت اہم اور مفید مقالہ ثابت ہوگا۔

---

نام کتاب: رہنمائے صحت، گھریلو علاج
مرتب: حکیم سعد احمد غوث
صفحات: ۱۲۲، سائز ۲۲×۳۶/۱۶، قیمت ۲۵/ روپئے
ملنے کا پتہ: "ماماسلک سارلیس" عائشہ پلازہ مین روڈ بھٹکل

صحت اور تندرستی ایک بہت بڑی نعمت ہے اس لئے اس کی حفاظت کرنا ضروری ہے کیونکہ جب جسم کا کوئی بھی عضو معمولی طور پر بھی کچھ بگڑ جاتا ہے کہیں کوئی چوٹ آجاتی ہے، معمولی امراض، سر درد پیٹ درد، پیچش، بدہضمی، وغیرہ جیسے امراض بھی انسان کو لاحق ہو جاتے ہیں تب صحت کی قدر معلوم ہوتی ہے۔

زیر نظر کتاب "رہنمائے صحت (گھریلو علاج)" حکیم سعد احمد غوث صاحب نے طب یونانی کے موضوع پر ترتیب دی ہے، جو ہومیو پیتھک اور یونانی طریقۂ علاج میں کافی تجربہ رکھتے ہیں انھوں نے اپنے گہرے مطالعہ اور تجربے کی روشنی میں روزمرہ استعمال کی جانے والی غذائی اشیاء کے فوائد اور طریقۂ استعمال کو بڑی تفصیل کے ساتھ اس کتاب میں بتایا ہے اس کے علاوہ انھوں نے ایسے بہت سے پوشیدہ امراض اور بیماریوں سے بچنے اور ان سے نجات پانے کے لئے جو عام طور پر ہر مرد و عورت کو لاحق رہتے ہیں، بہت ساری مفید ترکیبیں، تجاویز، اور نسخے پیش کئے ہیں۔

کتاب کے شروع میں جسم اور لباس کی صفائی پر خصوصی توجہ دلائی گئی ہے، پھر آم، انگور، سیب، سنترے، جامن، بادام، چلغوزہ پستہ، اخروٹ، کاجو، چھوہارے، کھجور وغیرہ کے فائدے بتائے گئے ہیں، اس کے بعد اشیائے خوردنی (گیہوں، چاول، گوشت) مسالہ جات، (نمک، لہسن، دھنیاں، پیاز) اور سبزیوں کے فوائد کا ذکر ہے، ان سے علاج کے لئے طریقہ استعمال بھی بتایا گیا ہے جیسے بخار، نزلہ، زکام،

(باقی ص ۲۶ پر)

ایک ایسی کتاب جو گھروں گھروں مسجدوں مسجدوں پڑھی جاتی ہے

## ملک کے ممتاز مدارس میں روزانہ سنائی جاتی ہے

زندگی کے تقریباً تمام مسائل سے متعلق مستند ترین کتب احادیث سے ماخوذ

**دو ہزار سے زائد حدیثیں**

انتہائی آسان و عام فہم ترجمہ اور دلوں میں اتر جانے والی تشریحات کے ساتھ

مقبولیت کی بلندیوں کو چھونے والا احادیث کے جدید ترین انتخاب کا ایک اہم سلسلہ

# معارف الحدیث

مؤلفہ: حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب رحمۃ اللہ

**الحمد للہ پایۂ تکمیل کو پہونچ گیا۔**

اس کی آٹھویں اور آخری جلد شائع ہو گئی ہے جو تقریباً سات سو صفحات پر مشتمل ہے۔

**اس جلد میں** کتاب العلم، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنہ، کتاب الفتن اور کتاب المناقب و الفضائل کے ابواب کی حدیثوں کا انتخاب ہے۔ خاص طور سے فضائل کا باب (جو نصف سے زائد حصہ پر مشتمل ہے) اس جلد کی جان ہے جس میں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقب کا ایمان افروز بیان، آپ کے خلفاء اربعہ، عشرہ مبشرہ کے بقیہ چھ حضرات صحابہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کرام اور آخر میں متعدد کبار صحابہ کی پاکیزہ زندگی کے تذکرے اور کچھ یادگار باتیں ہیں جن کے ضمن میں بعض بڑے اور اہم مسائل بھی آ گئے ہیں۔

قیمت صرف ۲۰۰/- روپئے ۔ مکمل سیٹ (۸ جلدیں) ۸۰۰/- روپئے

**پیشگی رقم بھیجنے والوں کیلئے خصوصی رعایت**

آپ جلد ہشتم ۱۵۰/- روپئے اور مکمل سیٹ ۵۵۰/- روپئے بھیج کر حاصل کر سکتے ہیں۔

جلد ہشتم کی اشاعت کے موقع پر اس اہم کتاب کو زیادہ سے زیادہ ہاتھوں تک پہونچانے کے مقصد سے تاجر حضرات اور زیادہ تعداد میں خریدنے والوں کے لئے ایک زبردست رعایتی اسکیم تیار کی گئی ہے آج ہی رابطہ قائم کریں

ناشر **الفرقان بکڈپو ۳۱/۱۱۴ نظیر آباد، لکھنؤ ۲۲۶۰۱۸**

بقیہ جب اللہ کا خوف دل میں ہوتا ہے

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے اولیاء وہ لوگ ہیں جن کا ایمان کامل ہے، اللہ سے ڈرتے ہیں، ان کی زندگی تقویٰ کی زندگی ہے، وہ متقی اور پرہیز گار ہیں، کبائر سے بالکل اجتناب کرتے ہیں، صغائر سے بھی بچنے کی کوشش کرتے ہیں، اگر ان سے خطا ہو جاتی ہے تو سچی توبہ کرتے ہیں، دل سے نادم ہوتے ہیں، اللہ سے معافی مانگتے ہیں، روتے ہیں گڑگڑاتے ہیں۔

توبہ کی حقیقت کیا ہے؟ اس کو لوگ آسان سمجھتے ہیں، حالانکہ توبہ کی منزل بڑی سخت منزل ہے۔ حضرت بایزید بسطامی جیسے بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے توبہ کی گھاٹی کو بہت سخت پایا، سچی توبہ بہت مشکل ہے، اور وہ یہ ہے کہ پھر اس کے بعد اپنی زندگی کو تبدیل کر دے، عمل صالح اختیار کرے، اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق زندگی گذارے، اور اپنی نظر کو، اپنی پسند کو، اپنی رائے کو چھوڑ دے، اور اس کے لئے ضروری ہے کہ اللہ کا خوف اپنے دل کے اندر پیدا کرے، تھوڑا وقت نکال کر کبھی کبھی کسی اللہ والے کی مجلس میں جائے، ان کی صحبت میں بیٹھے، پھر خود ہی دیکھ لے گا کہ اس کے دل کی دنیا بدلتی ہے یا نہیں؟ آج ہمارے دل میں آخرت کا یقین نہیں، خدا کے سامنے پیشی کا استحضار نہیں، اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں ﴿یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ﴾ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو، اور ہر ہر شخص یہ دیکھ بھال لے کہ کل کے واسطے اس نے کیا بھیجا ہے؟۔

یہ صرف زبان سے کہنے سننے کے لئے نہیں ہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ یہ کیفیت اور حال طاری ہو جائے کہ اللہ کے سامنے جانا ہے اور اس زندگی کا جواب دینا ہے، ہم کچھ نیکی کر لیں، قیامت میں نیکیاں ہی کام آویں گی، اور کوئی چیز کام نہ آوے گی، اوامر کی پابندی اور نواہی سے اجتناب یہ انبیاء علیہم السلام کی دعوت ہے، اور ایمان والوں کو بھی اسی کا حکم ہے۔

(از: روح البیان)





# رواق حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی علیہ الرحمۃ

دینی اور عصری تعلیم کے میدان میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کی خدمات محتاج تعارف نہیں، اس نے اپنے قیام کے روز اول سے بیکراں بیش گرانقدر خدمات انجام دی ہیں۔ اور مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کے دور نظامت میں اس نے ایک عظیم اسلامی مرکز کی حیثیت حاصل کی نیز اس کے کارکنان اساتذہ اور طلباء اسلامی تعلیمات کی نشر واشاعت کیلئے حتی الوسع برابر کوشاں ہیں۔

دارالعلوم ندوۃ العلماء میں ہند و بیرون ہند کے طلباء کی ایک بڑی تعداد زیر تعلیم ہے اور ان کی تعداد میں برابر غیر معمولی اضافہ اور قیام گاہوں کی تنگی کے پیش نظر معہد دارالعلوم (جس میں ثانوی درجات کے طلباء کو تعلیم دی جاتی ہے) دو سال قبل دارالعلوم ندوۃ العلماء سے دس کیلومیٹر کے فاصلے پر واقع سکروری (ہردوئی روڈ) لکھنؤ میں ایک وسیع آراضی حاصل کر کے درسگاہوں (درجات) کی تعمیر کرنے کے بعد منتقل کر دیا گیا تھا جس میں ابتدائی درجات کی تعلیم سے ثانوی درجات کی تعلیم تک کا معقول بندوبست ہے۔

لیکن طلباء کیلئے دارالاقامہ کے نہ ہونے کی وجہ سے ایک بڑی کمی محسوس ہو رہی تھی اور جو معہد کی ایک بڑی ضرورت تھی۔

الحمد للہ اس اہم ضرورت کے پیش نظر دارالعلوم ندوۃ العلماء کے عظیم محسن اور مربی مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ (سابق ناظم ندوۃ العلماء) کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب "رواق حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ" کا سنگ بنیاد حضرت مولانا عبداللہ عباس ندوی مدظلہ معتمد تعلیم دارالعلوم ندوۃ العلماء نے اپنے دست مبارک سے مورخہ ۲۷ر جولائی ۲۰۰۰ء کو رکھا۔

معہد دارالعلوم ندوۃ العلماء واقع سکروری (ہردوئی روڈ) لکھنؤ کی یہ عمارت چالیس کشادہ کمروں پر مشتمل ہوگی جس کے ہر کمرہ میں دس طلباء سہولت کے ساتھ قیام کر سکیں گے اس کے علاوہ چار نگراں حضرات کیلئے قیام کا بھی بندوبست ہوگا۔ اس طرح "رواق حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ" کی پوری عمارت میں چار سو طلباء اور چار نگراں حضرات کے لئے رہائش کی سہولت ہوگی۔

بفضلہ تعالیٰ "رواق حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ" کی عمارت کی تعمیر بڑی تیزی کے ساتھ جاری ہے، لیکن موجودہ ہوش ربا گرانی میں تعمیری کاموں بھی ہر اگلے دن میٹریل کا دام اور لیبر چارج بڑھتا جا رہا ہے اور کام بڑا ہے۔

اہل خیر حضرات جن کو اللہ تعالیٰ نے نوازا ہے ان سے امید کی جاتی ہے کہ اس دارالاقامہ کی تعمیر میں دل کھول کر حصہ لیں گے۔ اور اپنے مرحومین کے نام سے کمرے بنوائیں گے یا کسی ایک حصہ کی تکمیل کا بار اٹھا کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔

(ادارہ)

**نوٹ:۔ چیک یا ڈرافٹ ناظم ندوۃ العلماء کے نام بنائیں۔**

NAZIM NADWATUL ULAMA

منی آرڈر اور مرسلہ رقم جس مد کی ہو اس کی صراحت ضرور کریں اور ذیل کے پتہ پر روانہ فرمائیں

ناظم
ندوۃ العلماء پوسٹ بکس ۹۳
ندوہ لکھنؤ ۲۲۶۰۰۷

NAZIM
NADWATULULAMA
P.B.NO.93-NADWA
LUCKNOW-226007